احمدی نوجوانوں کے لئے

دسمبر 1991ء

ایڈیٹر
سید مبشر احمد ایاز

اس شمارے میں

اداریہ

"یَأْتُوْنَ مِنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ"

الہام حضرت بانی سلسلہ احمدیہ

آج سے ایک سو برس سے بھی پیشتر کی بات ہے کہ خدائے قادر و ذوالجلال نے اپنے بھیجے ہوئے "مہدی" کو خبر دی کہ لوگ تیرے پاس کثرت سے آئیں گے۔ یہاں تک کہ راستوں میں کثرت اژدھام سے گڑھے پڑ جائیں گے۔ چشم تصور سے قادیان کی اس گمنام بستی کا نظارہ کرنے سے یہ بات عام انسانی طاقت سے بالاتر نظر آتی ہے۔ وہ قادیان کی بستی جس کو کوئی جانتا تک نہیں تھا اور اسی بناء پر ذرائع آمد و رفت بھی محدود تر تھے۔ اس گمنام بستی سے اسی طرح کی ایک گمنام آواز اٹھتی ہے۔ ہر چند کہ آواز دینے والا گمنام تھا۔ جہاں سے آواز اٹھی تھی وہ جگہ بے نام تھی لیکن جس کی آواز تھی وہ گمنام نہیں تھا۔ وہ خالق کائنات اور مالک دو جہاں کی آواز تھی۔

ہاں وہی آواز جو اس سے پیشتر طور سینا پر موسیٰ کو آئی تھی۔ یہ وہی آواز تھی جو نینوا میں یونس کو سنائی دی تھی، یہ وہی آواز تھی جو شعیر میں مسیح ابن مریم نے سنی تھی۔ یہ اسی کی آواز تھی جس نے کوہ فاران پر شہ لولاک، فخر موجودات، سید الکائنات حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے پیار سے پکارا تھا۔

آواز دینے والا نیا نہیں تھا۔ اس لئے اس کی یہ آواز قادیان سے پکارنے والے کی صداقت کی ایک روشن دلیل بن گئی۔ اس نے کہا کہ میرا خدا مجھ سے ہمکلام ہوتا ہے۔ وہ مجھ سے باتیں کرتا ہے۔ اس نے مجھے "مہدی" بنایا ہے تا میں لوگوں کے لئے ہادی بنوں۔ اور اس نے جہاں میرے ماننے والوں اور میری اس تحریک کے تابناک اور درخشندہ مستقبل کی خوشخبریاں دی ہیں اس نے ایک خبر یہ بھی دی ہے کہ "یاتون من کل فج عمیق" کہ اس کثرت سے لوگ تیرے پاس آئیں گے کہ قادیان کے راستوں میں گڑھے پڑ جائیں گے۔ آنے والوں نے دیکھا کہ یہ پیشگوئی کس طرح حرف بحرف پوری ہوئی اور نہ صرف ایک دفعہ پوری ہوئی بلکہ ہر آن یہ پیشگوئی پوری ہوئی اور خدا کی دی ہوئی خبر سال میں ایک دفعہ اس وقت پوری آب و تاب سے پوری ہوتی ہے جب جلسہ سالانہ پر لوگ دیوانہ وار مرکز سلسلہ کی طرف محو سفر ہوتے ہیں۔

مہدی موعود کے یہ روحانی طیور جب اپنے گھروں سے مرکز کی طرف آ رہے ہوتے ہیں تو ان پر ایک وجد کی سی کیفیت طاری ہو جاتی ہے کہ آج سے سو برس قبل آسمان سے آواز آئی تھی اور کہنے والے نے کہا تھا کہ میرا خدا مجھے بتا رہا ہے کہ کثرت سے لوگ تیری طرف آئیں گے۔

جس وقت ہم اس پیشگوئی کو اپنی آنکھوں سے پورا ہوتے ہوئے دیکھتے ہیں تو روح وجد میں آ جاتی ہے۔

ہر طرف سے "یاتون من کل فج عمیق" کی صدائیں دل کے کانوں سے ٹکراتی ہیں۔ خدا کی بات کس شان سے پوری ہوئی۔ خدا کے اس فرستادے کی صداقت کس طرح روز روشن کی طرح عیاں ہوئی انسان حیران رہ جاتا ہے۔ ہستی باری تعالیٰ کے وجود کی ایک زندہ دلیل بن جاتا ہے یہ جلسہ سالانہ.... ہاں یہ جلسہ سالانہ جس کی ابتداء 1891ء میں حضرت مسیح موعود...... نے یہ کہتے ہوئے کی تھی کہ

"حتی الوسع تمام دوستوں کو محض للہ ربانی باتوں کو سننے کے لئے اور دعا میں شریک ہونے کے لئے اس تاریخ پر آجانا چاہیئے اور اس جلسہ میں ایسے حقائق اور معارف کے سنانے کا شغل رہے گا جو ایمان اور یقین اور برکت کو ترقی دینے کے لئے ضروری ہیں۔ اور ان دوستوں کے لئے خاص دعائیں اور خاص توجہ ہوگی اور حتی الوسع بدرگاہ ارحم الراحمین کوشش کی جائیگی کہ خدا تعالیٰ اپنی طرف ان کو کھینچے اور اپنے لئے قبول کرے اور یہ پاک تبدیلی انہیں بخشے......" (اشتہار 1891ء بحوالہ مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ 303)

اس وقت صرف 75 نفوس اس جلسہ میں شامل تھے۔ اس کے بعد اگلے سال آپ پر کفر کا فتویٰ لگا دیا گیا اور سارے ملک میں اور گلی گلی میں یہ شور مچایا گیا کافر..... کافر..... کافر اور اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ 75 کی بجائے تین سو ستائیس احباب شامل ہوئے...... اور پھر جس زور سے کافر، کافر، کافر کی صدائیں زمین سے اٹھتی رہیں، آسمان نے اس سے کہیں زیادہ مستعدی سے خدا کے فرشتے دلوں کو تیار کر کر کے قادیان کی طرف بھجوانے لگے۔ یہ تعداد سینکڑوں سے نکل کر ہزاروں تک، اور ہزاروں سے لاکھوں تک پہنچ گئی۔ آنے والے بستیوں، شہروں اور ملکوں سے آنے لگے۔

اب ہر چند کہ حکومت پاکستان نے چند لوگوں کے شر سے بچنے کے لئے ہمارے اس جلسہ پر سات سال سے مسلسل پابندی لگائی ہوئی ہے حالانکہ اس جلسہ کا مقصد ہی صرف یہ ہے کہ (حضرت بانی سلسلہ خود فرماتے ہیں)

"ہماری جماعت کے لوگ کم سے کم ایک مرتبہ سال میں بنیت استفادہ ضروریات دین و مشورہ اعلاء کلمہ (.....دین حق) و شرع متین اس عاجز سے ملاقات کریں..... اس جلسہ کے اغراض میں سے بڑی غرض یہ بھی ہے کہ تا ہر ایک شخص کو بالمواجہ دینی فائدہ اٹھانے کا موقع ملے اور ان کی دینی معلومات وسیع ہوں اور معرفت ترقی پذیر ہو"۔ (آئینہ کمالات اسلام صفحہ 606-605)

حکومت پاکستان نے سراسر ظلم اور ناانصافی کے ساتھ یکطرفہ طور پر ہمارے اس دینی اور مذہبی اجتماع پر پابندی لگا رکھی ہے۔ جس اجتماع کو جاری ہوئے امسال پوری ایک صدی ہو رہی ہے۔ ہمیں اس بات سے کوئی غرض نہیں کہ ہم اس وقت یہ ثابت کرنے لگیں کہ ہمارا یہ جلسہ سالانہ صرف مذہبی جلسہ ہے کیونکہ ہمارے جلسہ سالانہ کی سو سالہ تاریخ روز روشن کی طرح ظاہر و باہر ہے۔

ہم حکومت وقت کو یہ باور نہیں کرانا چاہتے کہ عام انسانی حقوق اور انسان کے بنیادی حقوق کی خلاف ورزی تو ہے ہی بلکہ اس کے اس اصول اور عہد کی بھی خلاف ورزی ہے جس کی بنیاد پر وہ اقوام متحدہ کا ممبر ہے۔ اس کے اس آئین کے بھی خلاف ہے جس آئین نے اس کی اپنی حکومت کو تحفظ بخشا ہوا ہے۔ اور پھر سب سے بڑھ کر یہ کہ خدا کا خوف بھی جاتا رہا۔ یہ ظلم، اور زیادتی اور ناانصافی اس حد تک بڑھ چکی ہے کہ خدا کا خوف بھی نہیں رہا۔ کیا ہم سب نے آخر کار اس کے پاس نہیں جانا؟۔ کیا وہاں حساب نہیں ہوگا؟؟۔ آج ہمیں اگر ہمارا جلسہ کرنے کی اجازت نہیں ہے تو نہ سہی۔ ہمارے ان جسموں کو اکٹھے ہونے سے تو روکا جا سکتا ہے لیکن ہماری ان روحوں پر پہرے کس طرح بٹھاؤ گے جو طیور ابراہیمی بن کر اپنے امام کی آواز پر مرکز میں جمع ہو جائیں گی۔ وہاں وہ انہی تاریخوں میں خدا کی حمد و ثناء کریں گی۔ اس کی تقدیس کے گیت گائیں گی۔ اس کے محبوب رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجیں گی اور اس شخص کی صداقت کا اعلان کریں گی جس نے کہا تھا کہ میرے خدا نے مجھے خبر دی ہے کہ "یاتون من کل فج عمیق"

دنیا کی حکومتیں آخر کب تک یہ ظلم روا رکھیں گی۔ جسموں پر اپنی طاقتوں کے گھمنڈ سے حکومتیں کرنے والے پہلے بھی آئے اور غرق ہوئے اور کیا اب بھی ایسا نہیں ہو سکتا........

دیر اگر ہو تو اندھیر ہرگز نہیں قول "اُمْلِیْ لَھُمْ اِنَّ کَیْدِیْ مَتِیْن"

سنت اللہ ہے لاجرم بالیقیں بات ایسی نہیں کہ بدل جائے گی

ظلم کبھی کسی کو عزت نہیں دے سکتا۔ (حضرت مصلح موعود)

کوئی احمدی ایسا نہ ہو جو پڑھا ہوا نہ ہو۔ (حضرت مصلح موعود)

جلد 39 شمارہ 2 قیمت 4 روپے سالانہ 40

پبلشر۔ مبارک احمد خالد، پرنٹر قاضی منیر احمد، مطبع ضیاء الاسلام پریس ربوہ

مقام اشاعت دفتر ماہنامہ خالد دارالصدر جنوبی ربوہ

.... سے ایک سوال

دینا نہیں حساب خدا کو؟ جواب دو
کیا دو گے تم جواب خدا کو؟ جواب دو

یہ جرم ہے خدا کا، ہمارا نہیں جناب
ہم کو نہیں جناب! خدا کو جواب دو

نفرت کا دین ہے کہ محبت کا دین ہے؟
خود پڑھ کے "الکتاب" خدا کو جواب دو

کیا "حَتّٰی نَبۡعَثَ" نہیں قول خدائے پاک؟
پھر کیوں ہے یہ عذاب؟ خدا کو جواب دو

قرآن پاک ہے وہی تنویر لفظ لفظ
کیوں حال ہے خراب؟ خدا کو جواب دو

(محترم روشن دین صاحب تنویر مرحوم از الفضل 13 دسمبر 1963ء)

خدمت خلق سے خدمت احمدیت مراد نہیں۔ (حضرت مصلح موعود)

"حضرت عیسیٰؑ نے ایک سو بیس سال کی عمر پائی"

فرمودہ رسولؐ کی تائید میں نئے شواہد

مکرم شیخ عبدالقادر صاحب۔ لاہور

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہؓ سے اس مرض میں جس میں آپؐ فوت ہوئے فرمایا
"جبرائیل نے مجھے خبر دی ہے کہ کوئی نبی نہیں گذرا کہ جس کی عمر پہلے نبی سے آدھی نہ ہوئی ہو یعنی کم از کم نصف نہ ہوئی ہو۔ اور یہ بھی خبر انہوں نے دی ہے کہ عیسی بن مریم ایک سو بیس سال کی عمر تک زندہ رہے تھے"۔ (مواہب اللدنیہ مصنفہ قسطلانی جلد 1 صفحہ 42)

علامہ زرقانی مالکی نے شرح مواہب اللدنیہ میں لکھا ہے
"یہ عیسائیوں کا قول ہے جو کہتے ہیں کہ حضرت عیسی علیہ السلام 33 برس کی عمر میں آسمان پر اٹھا لئے گئے جب کہ حدیث نبوی ہے کہ عیسی علیہ السلام 120 برس زندہ رہے۔ (زرقانی جلد 5 صفحہ 421) (یہ حدیث کنزالعمال میں بھی آئی ہے)

یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ آنے والے مسیحا کے متعلق انبیاء بنی اسرائیل نے پیشگوئیاں کی ہیں؟ کیا کسی نے یہ خبر دی ہے کہ اس کی عمر 120 برس ہوگی۔ اس سوال کے جواب کے لئے ایک نیا حوالہ پیش قارئین ہے اور وہ ہے سامری یہودیوں کے لٹریچر کے حوالہ سے ایک اقتباس

سامری یہودیوں کے پاس تورات کا قدیم ترین نسخہ ہے اور ان کی روایات بھی بڑی اہمیت رکھتی ہیں۔ آنے والے فرستادہ کو انہوں نے مسیحا کی بجائے "تہب" کہا ہے جس کے معنی بحال کرنے والے کے ہیں۔ ان کے عقیدہ کے مطابق "تہب" یعنی موعود مسیحا 120 سال کی عمر میں فوت ہوگا اور اس کی قبر ایک مقدس پہاڑی پر بنائی جائے گی۔ حوالہ کے الفاظ یہ ہیں۔

At the Age of 120 years the "TAHEB" will die, and will be buried by the sacred mount. Over his grave the star of his advent will continue to shine. (Moses Gaster, Samaritan Esehatology)
Hugh Schonfield the Esscne Odyssey (1984) P. 42.

علماء تسلیم کرتے ہیں کہ یہ پیشگوئی مسیحا کے متعلق ہے۔ اس کا ترجمہ یہ ہے۔

"120 سال کی عمر میں "تہب" فوت ہوگا اور اس کو مقدس پہاڑی پر دفن کیا جائے گا۔ اس کی قبر پر اس کی بعثت کا ستارہ (آسمان روحانیت میں) ہمیشہ درخشندہ رہے گا"۔

سامری یہودیوں کی یہ پیشگوئی جو کہ عصر حاضر میں دریافت ہوئی ہے فرمودہ رسولؐ کے بالکل مطابق ہے۔ سامری یہودی مقدس پہاڑی سے مراد کوئی اپنا پہاڑ مراد لیتے ہیں لیکن کشوف و رؤیا میں دکھائے جانے والے نظارے تعبیر طلب ہوتے ہیں۔ اس سے مراد کوئی دوسرا پہاڑ ہے نہ کہ ارض فلسطین کا کوئی خصوصی پہاڑ۔ اس پہاڑ کو قرآن کریم نے "ربوۃ" قرار دیا ہے۔ اس طرح یہ پیشگوئی جہاں حدیث رسولؐ کی تائید میں ہے وہاں قرآن حکیم کی تائید اس سے ہوتی ہے۔

اس سلسلہ میں ایک دوسرا حوالہ قابل غور ہے۔

حضرت مسیح علیہ السلام نے خود کو یونسؑ نبی کا مماثل قرار دیا ہے۔ جیسے یونسؑ نبی خدا کا نشان تھے اسی طرح حضرت مسیحؑ نے آیت اللہ بننا تھا۔ یہ عجیب بات ہے حضرت یونسؑ نبی نے کم و بیش 125 سال عمر پائی ۔ یہ طالمود میں لکھا ہوا موجود ہے۔ حضرت مسیحؑ نے شمسی حساب سے 120 سال اور قمری حساب سے 124/ 123 سال عمر پائی۔ یہ مماثلت بھی بالکل واضح ہے۔

دوسرا سوال یہ ہے کہ حضرت عیسی علیہ السلام کا صلیبی موت سے بچایا جانا۔ دشمنوں کے نرغہ سے نکل کر ہجرت فرما ہونا، دور مشرق میں آکر طویل عمر میں وفات پانا اور ایک اونچے مقام پر دفن ہونا یہ اتنے شاندار امور ہیں کہ انبیاء بنی اسرائیل کی پیشگوئیوں میں اس کا ذکر ہونا ضروری ہے اور بائبل کے صحیفوں میں اس معجز نما حقیقت کا بیان ہونا اور بھی لازمی ہے۔

اس سوال کے جواب میں گذارش ہے کہ یسعیاہ باب 53 کی پیشگوئی کو حضرت مسیح علیہ السلام نے اپنی ذات پر چسپاں کیا ہے۔ حضرت مسیح کو اللہ تعالی نے بتادیا تھا کہ یسعیاہ نبی کی پیشگوئی میں جس مرد مظلوم کا ذکر ہے جو موت کے منہ سے نکل کر طویل عمر پائے گا اور اپنی نسل در نسل دیکھے گا اس سے سوائے آپ کے اور کوئی مراد نہیں۔ چنانچہ اس پیشگوئی کے حوالے سے جناب مسیحؑ نے فرمایا

"اس کا میرے حق میں پورا ہونا ضرور ہے اس لئے کہ جو کچھ مجھ سے نسبت رکھتا ہے وہ پورا ہوتا ہے"

(لوقا 22/37)

یسعیاہ نبی کی پیشگوئی میں صاف لکھا ہے کہ فرستادہ خدا موت کا سامنا کرے گا۔ اسکو قبر میں رکھ دیں گے لیکن وہ موت سے بچایا جائے گا اور طویل عمر پائے گا۔ نیو انگلش بائبل کا ترجمہ ملاحظہ ہو۔

"وہ عمر دراز سے متمتع ہوگا اور اپنی نسل در نسل دیکھے گا..... جب وہ تمام دکھ اٹھا چکے گا تو اسے غسل نور

دیا جائے گا۔ (یسعیاہ باب 53 آیت 10،11)

اس حوالہ کے متعلق ایک دلچسپ بات یہ ہے کہ وادی قمران کے غاروں سے جو بیش بہا صحیفے برآمد ہوئے ان میں یسعیاہ نبی کے صحیفہ کے دو نادر نسخے منکشف ہوئے جن کی تحریر آج سے 22 سو سال پہلے کی ہے۔ یہ قدیم ترین متن ہے جو کہ موجودہ متن سے جسے مسوراہی متن کہتے ہیں، بعض جگہ مختلف ہے۔ یسعیاہ باب 53 میں ایک لفظ مدت سے کھوگیا تھا جس کے بغیر فقرہ نامکمل تھا۔ اس لفظ کا پتہ نہیں لگتا تھا۔ ان نسخوں میں وہ لفظ بھی مل گیا اس طرح فقرہ مکمل ہوگیا۔

صحائف قمران کے مطابق یسعیاہ نبی کے صحیفہ کا ترجمہ شائع ہوچکا ہے۔ بائبل کے نئے ترجمہ کو NEW INTERNATIONAL VERSION کہتے ہیں اس میں شامل ہے۔ یہ انگریزی ترجمہ 1978ء میں شائع ہوا۔ اس میں یسعیاہ 53/11 کا ترجمہ ان الفاظ میں کیا گیا ہے۔

After the suffering of his Soul, he will see the light (of life) and be satisfied.

روح کی تعذیب کے بعد وہ زندگی کی روشنی دیکھے گا اور مطمئن ہوجائے گا۔

دوسرا فرق یہ ہے کہ اس پیشگوئی میں جہاں لکھا ہے "اس کی قبر بھی شریروں کے درمیان ٹھہرائی گئی اور وہ اپنی موت میں دولت مندوں کے ساتھ ہوا 53 / 19" موجودہ متن میں جہاں لکھا ہے کہ وہ اپنی موت میں دولت مندوں کے ساتھ ہوا وہاں یسعیاہ نبی کے صحیفہ قمران میں لکھا ہے

and with richmen his high place

کہ اغنیاء کے درمیان اس کی بلند جگہ ہوگی۔

اس میں اشارہ ہے کہ ایک اونچے مقام پر روحانی لحاظ سے اغنیاء کے درمیان اسے پناہ دی جائے گی۔ اس ترمیم کے متعلق بائبل سکالر MILLAR BURROWS اپنی کتاب More light on the Dead sea Scrolls کے صفحہ نمبر 152 پر لکھتے ہیں۔

The reading "his high place" instead of in his death, in the crucial point.

........It seems highly probable that "his high place, instead of in his death, Was the reading of the original text of this version.

یسعیاہ نبی کے صحیفہ قمران کے متن میں "اس کی موت میں" کی بجائے "اس کی بلند جگہ" لکھا ہوا ہے جو کہ فیصلہ کن امر ہے۔ یوں دکھائی دیتا ہے کہ درست متن یہی ہے اور عبارت کا ترجمہ یوں ہوگا۔

"اس کی قبر بھی شریروں کے درمیان ٹھہرائی گئی اغنیاء میں اس کی اونچی جگہ اس ترمیم سے ظاہر

ہے۔ فرستادہ خدا کی اول قبر تو وہ ہے جس میں اسے عارضی طور پر رکھا گیا۔ وہاں سے نکل کر ایک اونچے مقام میں اغنیاء کے درمیان اسے پناہ دی جائے گی۔ سامری روایت میں جائے پناہ کو مقدس پہاڑی کہا گیا اور یسعیاہ نبی کے صحیفہ میں بلند اور اونچا مقام یہ دونوں حوالے قرآنی لفظ "ربوةٍ" کی طرف اشارہ کر رہے ہیں۔ یہاں پہنچ کر ایک اہم سوال یہ ہے کہ نصاریٰ کو یہ پتہ کیوں نہ لگا کہ ان کا آقا صلیب سے بچ کر دور مشرق میں 120 سال کی عمر میں فوت ہو کر اپنے مولیٰ سے جا ملا اور ان کی والدہ بھی ان کے ہمراہ رہیں۔

اس کا جواب یہ ہے نصاریٰ کی ابتدائی تاریخ ہزار تاریک پردوں میں چھپی ہوئی ہے۔ یہ تاریک پردے روز بروز اٹھ رہے ہیں اور اصل حقیقت منکشف ہو رہی ہے۔ ان انکشافات میں ابتدائی دو صدیوں کی نظمیں شامل ہیں جو کہ نصاریٰ اپنے اجلاسوں میں پڑھا کرتے تھے۔ 1909ء میں سواحل دجلہ سے یہ منظوم کلام منکشف ہوا۔ یہ سریانی زبان میں ہیں۔ ان کی تعداد 42 ہے۔ ان نظموں کی خصوصیت یہ ہے کہ ان میں بعض جگہ حضرت مسیح خود بول رہے ہیں۔ ان نظموں کا خلاصہ یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے مجھے موت سے بچا لیا اور میں بنی اسرائیل کی تلاش میں روانہ ہوا۔ ان کو میں نے پالیا اور وہ میرے ارد گرد جمع ہو گئے۔ (نظم نمبر 10)

نظم نمبر 33 میں ہے کہ فرستادہ خدا ایک بلند چوٹی پر کھڑا ہے اور دنیا سے مخاطب ہے اور اپنی طرف لوگوں کو کھینچ رہا ہے اور اسی پہاڑ پر ایک مقدس بتولہ بھی ہے جو کہ لوگوں کو دعوت دے رہی ہے کہ میری بات مانو اور مجھے اپنے وجود میں سمو کر زندگی بسر کرو اور نجات پا جاؤ۔ اس نظم کے اشارات بالکل واضح ہیں۔

سورۃ تحریم کے آخر میں مومنوں کو حضرت مریم کے مماثل قرار دیا گیا اور سورہ مومنوں میں "واوینھما" کے الفاظ ہیں کہ حضرت مسیح علیہ السلام اور ان کی والدہ کو ایک بلند جگہ پر پناہ دی گئی۔ یہ نظم اس میں چھپی ہوئی حقیقت کا اظہار ہے۔

اس کے علاوہ یہ بھی پتہ لگا ہے کہ ابتدائی عیسائی مانتے تھے کہ حضرت مسیح اسوہ کامل ہیں۔ وہ نوخیز اطفال کے لئے بھی اسوہ کامل ہیں۔ اطفال کے لئے بھی نمونہ ہیں۔ نوجوانوں کے لئے بھی ان کی زندگی میں سبق موجود ہے اور بوڑھوں کے لئے بھی وہ اسوہ حسنہ ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ حضرت مسیح ان سب ادوار زندگی سے گزرے ہیں۔ انہوں نے بچپن، جوانی اور بڑھاپا دیکھا اور پھر اپنے رب سے جا ملے۔

لاطینی متکلمین نے بڑھاپے کے لئے "ریٹاس سینئر" کا لفظ استعمال کیا جو کہ 60 سال کے اوپر کے معمر انسان کو کہا جاتا ہے۔

اس روایت سے چرچ اس درجہ پریشان تھا کہ اس نے یہ کہنا شروع کر دیا کہ ہمارے آقا جوانی میں صلیب نہیں دیئے گئے تھے بلکہ بڑی عمر میں صلیب پائی ہے۔ عیسائی تاریخ میں اصل حوالہ اور اس کا بگڑا ہوا حلیہ دونوں Documents of the Christian church by Henry Bettenson موجود ہیں۔

کے صفحہ 30 پر دوسری صدی کے ایک عیسائی بشپ کا حوالہ درج ہے جس کی تفصیل یہ ہے کہ

حضرت مسیح شیر خوار بچوں کے لئے بھی نمونہ تھے کیونکہ وہ خود شیر خوار بچہ رہے تھے۔ اسی طرح وہ اطفال کے لئے نمونہ تھے کیونکہ اس دورِ زندگی سے بھی وہ گزرے۔ اسی طرح نوجوانوں کے لئے وہ نمونہ تھے کیونکہ یہ دور زندگی بھی انہوں نے دیکھا۔ پھر وہ OLDMEN کے لئے نمونہ تھے کیونکہ اس دور زندگی سے بھی وہ گذرے۔ ان سب ادوار میں سے گذر کر وہ بڑھاپے میں فوت ہوئے۔ اس حوالے سے ثابت ہے کہ دوسری صدی کے آبائے کلیسا یہ ماننے لگے کہ حضرت مسیحؑ OLDAGE میں صلیب پا کر فوت ہوگئے اور اس کے بعد زندہ ہوئے۔

یہ عجیب بات ہے کہ بعض مسلمان مفسروں نے یہ کہا ہے کہ حضرت عیسیٰؑ 33 سال کی عمر میں آسمان پر نہیں گئے بلکہ 120 سال کی عمر میں ان کا رفع ہوا ہے کیونکہ فرمودہ رسولؐ میں ان کی عمر 120 سال بیان ہوئی ہے۔ آبائے کلیسا نے یہ کہنا شروع کر دیا کہ ہمارے آقا نے 33 سال کی عمر میں صلیب نہیں پائی بلکہ بڑھاپے میں صلیب پائی اور زندہ ہو کر آسمان پر اٹھائے گئے۔

ایک آخری سوال یہ ہے کہ ہندوستان کی تاریخ میں بھی یہ ذکر ملنا چاہیئے کہ حضرت مسیح کشمیر میں آئے اور بڑھاپے کی عمر پائی۔ اس سوال کا جواب بالکل واضح ہے۔ ہندوؤں کے 18 پران ہیں نویں پران کا بھوشیہ مہا پران میں لکھا ہے کہ

بکرماجیت کے پوتے راجہ شالباہن کے عہد میں عیسیٰ مسیحؑ ہمالہ دیش میں موجود تھے اور ایک الہامی صحیفہ کی مناجات ان کی زبان پر تھیں۔ اس کے مطابق اپنے دین کی تبلیغ کر رہے تھے۔ بکرماجیت کی سمت 57 قبل مسیح ہے اور شالباہن کی سمت 78 عیسوی ہے۔ یہ دونوں تقویمیں 2000 سال سے ہندوستان میں رائج ہیں۔ ظاہر ہے کہ حضرت مسیحؑ پہلی صدی کے آخری ربع میں ہمالہ دیش میں زندہ موجود تھے۔ گویا وہ بہت بوڑھے ہو چکے تھے کیونکہ راجہ شالباہن کی سمت 78 عیسوی ہے۔

یہ سب حوالے ظاہر کر رہے ہیں کہ قرآن مجید کا انکشاف کہ حضرت مسیح اور ان کی والدہ کو صلیب سے نجات دے کر ایک اونچی جگہ پناہ دی گئی ایک حقیقت ثابتہ ہے۔ روز بروز تاریک پردے اٹھ رہے ہیں اور تاریخی حقائق منکشف ہو رہے ہیں۔

نظام کی پابندی کی عادت نوجوانوں کے اندر پیدا کرو۔ (حضرت مصلح موعود)

مصلح الدین راجیکی مرحوم

مصلح الدین راجیکی مرحوم احمدی ادب کی دنیا کا ایک منفرد نام۔ آپ کی غزلیات شعری روایت کا شاہکار، مجازی استعاروں میں عشق حقیقی کا اظہار آپ کے شعر کا خاصہ ہے، اشعار کے زیر و بم میں پانی کی سی روانی اور مضامین سے محبت الٰہی کی خوشبو پھوٹ پھوٹ کر نکلتی ہے۔ آپ نے اپنی شاعری میں ماورائیت کا جو پیوند لگایا ہے وہ ہمیں دوسرے شعراء کے ہاں مفقود نظر آتا ہے۔ آپ کا مجموعہ کلام "کوس رحیل" کے نام سے شائع ہوچکا ہے۔ آپ کا کلام سہل ممتنع کا شاہکار ہے۔ نیچے آپ کی دو غزلیں پیش کی جارہی ہیں اور حالات زندگی تابعین ..... احمد جلد ۲ میں موجود ہیں۔ آپ رفیق حضرت مسیح موعود..... مولانا غلام رسول صاحب راجیکی کے فرزند ارجمند تھے اور مزاج متصوفانہ رکھتے تھے۔ جوانی کے عالم میں ہی رخصت ہوگئے۔ (تعارف فضیل عیاض احمد)

جب سے تیری نگاہ نہیں ہوتی
دل سے اپنی نباہ نہیں ہوتی

کاش ناصح کو کوئی سمجھائے
رسم الفت گناہ نہیں ہوتی

میکدہ میکدہ ہی رہتا ہے
یہ زمین خانقاہ نہیں ہوتی

ان کو مشق ستم سے کیا روکیں
ہم غریبوں سے آہ نہیں ہوتی

دل کی تسکیں کا پوچھتے کیا ہو
گاہ ہوتی ہے گاہ نہیں ہوتی

کچھ ستم جہاں میں ایسے ہیں
جن کی دنیا گواہ نہیں ہوتی

تیری آہوں کی خیر ہو مصلح
دل کی دنیا تباہ نہیں ہوتی

غزل

تم کیا جانو اس الفت میں کیا رنج اٹھانے پڑتے ہیں
جو راز چھپانے ہوتے ہیں وہ راز بتانے پڑتے ہیں

ایسی بھی مصیبت آتی ہے اس دل کی لگی کے ہاتھوں سے
اپنوں کے علاوہ غیروں کے احسان اٹھانے پڑتے ہیں

تم پھول کہو یا داغ انہیں لیکن یہ حقیقت ظاہر ہے
وہ زخم ہرے ہو جاتے ہیں جو زخم دکھانے پڑتے ہیں

فرقت کی سحر تو ہوتی ہے پر رات کے جانے جانے تک
اشکوں کے ستارے آنکھوں سے رہ رہ کے گرانے پڑتے ہیں

یہ جانِ وفا یہ راحتِ جاں تو عام جنوں کے عنواں ہیں
کچھ نام تمہارے وہ بھی ہیں جو لکھ کے مٹانے پڑتے ہیں

آدابِ محبت کی خاطر اس بزمِ جہاں میں اے مصلح
ایسے بھی بہت سے گیت ہیں جو آنکھوں سے سنانے پڑتے ہیں

سنہرے موتی

حضرت مصلح موعود...... نے فرمایا

○ اپنے دلوں میں ایک عزم اور ارادہ لے کر کھڑے ہوں کہ ہم نے خدا کو حاصل کرنا ہے۔

○ خلافت احمدیہ کے استحکام اور قیام کے لئے تم نوجوان ہو، تمہارے حوصلے بلند ہونے چاہئیں۔

○ احمدیت کا کام ساری دنیا میں انصاف قائم کرنا ہے۔

○ ہر احمدی کو محبت اور خوش خلقی سے پیش آنا چاہیئے۔

○ جب بھی تم کوئی حکم دو محبت، پیار اور سمجھا کر دو۔

○ محنت نہ کرنا بھی کسی کا ذاتی فعل نہیں بلکہ ایک قومی جرم ہے۔

○ میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ تم کو ہمیشہ خلافت احمدیہ کا خدمت گزار رکھے۔

○ کھیلنا بھی ایک کام ہے جس طرح کھانا اور سونا بھی کام ہے۔

○ جب کوئی اپنے قویٰ کا خیال نہیں رکھتا تو دینی خدمات میں پوری طرح حصہ نہیں لے سکتا۔

○ اگر ہم کامل توجہ کی عادت ڈالیں تو لازماً ہمارے اندر ذہانت پیدا ہوگی۔

○ خدمت خلق رنگ، نسل، خون، مذہب کی تمیز سے بالا ہو کر کرو۔

○ حضرت مسیح موعود.... نے فرمایا کہ "ہماری داڑھی ہے اور جو ہمارے ساتھ محبت کرے گا وہ خود رکھ لے گا"۔

○ جو قوم اپنی آئندہ نسل کی روحانی ترقی کا خیال نہیں رکھتی اس کا روحانی فیض بند ہو جاتا ہے۔

○ جو شخص اپنا وقت چھوٹی چھوٹی باتوں میں ضائع کر دیتا ہے وہ نیکی کے بڑے بڑے کاموں سے محروم رہ جاتا ہے۔

○ اگر جماعت نے قیامت تک چلنا ہے تو ہمیں بہرحال اپنے آپ کو ان ذمہ داریوں کو اٹھانے کے لئے تیار کرنا ہوگا۔

○ "قوموں کی اصلاح نوجوانوں کی اصلاح کے بغیر نہیں ہو سکتی"

○ جب تک ہم دوسروں کی نسبت چار ہزار گنا زیادہ کام نہ کریں کس طرح کامیاب ہو سکتے ہیں۔

○ اگر ایک منٹ بھی تمہارا ضائع ہو جائے تو سمجھو کہ موت آگئی۔

○ ہر روز رات کو سونے سے بیشتر سوچو کہ دن میں تم نے کتنا کام کیا۔

(مشعل راہ)

(مرتبہ: ظفر اقبال ساہی

تعلیم کا کم از کم معیار۔ میٹرک

انوار احمد صاحب انوار

یوں تو بشریت کے لحاظ سب انسان برابر ہیں اور انسانی شرف کے سب یکساں مستحق ہیں لیکن اپنی محنت اور کوشش کے نتائج وثمرات کے لحاظ سے بعض کا بعض پر فضیلت حاصل کرنا بھی مسلم ہے۔ جہاں تک اس جزوی فضیلت کا تعلق ہے اللہ تعالیٰ نے خود اس کا ذکر فرمایا ہے۔ اور اس کا لحاظ نہ رکھنے کو خلاف ادب قرار دیا ہے۔ چنانچہ فرماتا ہے "تو کہدے کیا علم والے لوگ اور جاہل برابر ہو سکتے ہیں؟ (الزمر آیت 10)

اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ علم والے لوگ اور جاہل برابر نہیں ہو سکتے۔ انسان کے حق میں علم کے وجہ فضیلت ہونے کی وجہ سے ہی اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو علم حاصل کرنے کی ترغیب دلائی ہے اور فرمایا یہ دعا کرو کہ "میں اس بات سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں کہ میں جاہلوں میں شامل ہوں"۔ (البقرۃ آیت 68)

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے فرمان میں تحصیل علم کے طیب و شیریں ثمرات اور عظیم الشان برکات کا یکجائی طور پر مختصر مگر بہت جامع انداز میں ذکر فرمایا ہے۔ چنانچہ حضرت ابو داؤد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ "جو شخص علم کی تلاش میں نکلے اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت کا راستہ آسان کر دیتا ہے اور فرشتے طالب علم کے کام سے خوش ہو کر اپنے پر اس کے آگے بچھاتے ہیں۔ اور عالم کے لئے زمین و آسمان میں رہنے والے بخشش مانگتے ہیں۔ یہاں تک کہ پانی کی مچھلیاں بھی اس کے لئے دعا کرتی ہیں۔ عالم (باعمل) کی فضیلت (بے علم) عابد پر ایسی ہے جیسی چاند کی دوسرے ستاروں پر" (ترمذی۔ کتاب العلم)

چنانچہ حصول تعلیم کی اہمیت اور علم کی ترویج پر جتنا زور قرآن مجید نے دیا ہے اتنا کسی اور مذہب کی کتاب نے نہیں دیا اور اسی طرح تحصیل علم کی اہمیت کو جس حکیمانہ انداز میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ذہن نشین کرایا اس کی کسی اور مذہبی پیشوا کے احوال و واقعات میں کوئی مثال نہیں ملتی۔ آپؐ نے تو اپنے پیروکاروں کو یہاں تک تاکید فرما دی کہ "علم حاصل کرنا ہر مسلمان مرد اور عورت پر فرض ہے"۔ اور پھر یہ کہ آپؐ نے علم کی کوئی تخصیص نہیں فرمائی۔ اس طرح آپؐ نے دینی علم کے علاوہ ہر کار آمد اور مفید دنیوی علم سیکھنے کی بھی ترغیب دلائی تاکہ پیروکاروں کے لئے بیک وقت

دینی اور دنیوی ترقیات کے دروازے کھلتے چلے جائیں اور ان کی یہ متوازن ترقی انہیں نوع انسانی کی قیادت کے اوصاف سے متصف کرنے کا موجب ثابت ہوتی چلی جائے۔ حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ فرماتے ہیں۔

"میں ان...... کو غلطی پر جانتا ہوں جو علوم جدیدہ کی تعلیم کے مخالف ہیں۔ وہ دراصل اپنی غلطی اور کمزوری کو چھپانے کے لئے ایسا کرتے ہیں۔ ان کے ذہن میں یہ بات سمائی ہوئی ہے کہ علوم جدیدہ کی تحقیقات دین اسلام سے بدظن اور گمراہ کر دیتی ہے"۔

حضرت بانی سلسلہ کے دوسرے جانشین حضرت فضل عمر علم سیکھنے اور دوسروں کو تعلیم دینے کی اہمیت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

"ایک بات جس کی طرف میں خدام الاحمدیہ کو توجہ دلاتا ہوں وہ علم کا عام کرنا ہے۔ میں پہلے ان کو توجہ دلا چکا ہوں کہ ان کا فرض ہے کہ علم سیکھیں۔ لیکن یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ کسی شخص کا نیکی حاصل کرنا اسے بچا نہیں سکتا جب تک اس کے اردگرد نیکی نہ ہو۔ آپ اپنے بچوں کو کتنا سچ بولنے کی عادت کیوں نہ ڈال لیں وہ کبھی سچا نہیں ہو سکتا جب تک اس کے محلہ میں دوسرے بچے جھوٹ بولتے ہیں۔ پس ان کا اپنا علم حاصل کر لینا کام نہیں آسکتا جب تک کہ دوسروں میں تعلیم کی اشاعت نہ کریں......... کوشش کریں کہ سال دو سال کے عرصہ میں کوئی احمدی ایسا نہ ہو جو پڑھا ہوا نہ ہو۔ خواہ احمدی عورت ہو یا مرد، بچہ ہو یا بوڑھا سب پڑھے ہوئے ہونے چاہئیں۔ اس کے لئے چھوٹے سے چھوٹا سا معیار مقرر کر لیا جائے اور پھر اس کے مطابق سب کو تعلیم دی جائے۔ یاد رکھنا چاہیئے کہ جب تک علم عام نہ ہو جماعت پورا پورا فائدہ نہیں اٹھا سکتی"۔ (الفضل 26 مارچ 1939ء)

حضرت بانی سلسلہ کے تیسرے جانشین حضرت حافظ مرزا ناصر احمد صاحب نے زمانہ کے لحاظ سے کم از کم معیار مقرر فرماتے ہوئے جماعت کو تاکید فرمائی کہ

"جماعت احمدیہ میں اگلے دس سال میں (اور پھر ہمیشہ کے لئے) سکول کی عمر کا کوئی ایسا بچہ نہیں ہونا چاہیئے جو میٹرک سے پہلے تعلیم چھوڑ دے۔ ہر احمدی لڑکا میٹرک ضرور پاس کرے اور ہر لڑکی مڈل ضرور پاس کرے۔ جماعت اس بات کی بھی کوشش کرے کہ بچیوں کے لئے بھی ایسا انتظام ہو جائے کہ آئندہ ہر لڑکی کے لئے میٹرک تک پہنچنا ممکن

ہو جائے"۔ (الفضل 12 جولائی 1980ء صفحہ 8)

حضور نے تعلیمی منصوبے کی اہمیت کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا

"اس منصوبے کی اہمیت یہ ہے کہ افراد جماعت کو دنیوی علم سے درجہ بدرجہ آراستہ کرکے ان میں قرآنی علوم و معارف سے بہرہ ور ہونے کی اہلیت پیدا کی جائے کیونکہ یہ امر ظاہر و باہر ہے کہ ایک ان پڑھ کے مقابلہ میں ایک میٹرک پاس نوجوان قرآن سمجھنے اور اس کے علوم و معارف سے استفادہ کرنے کی زیادہ اہلیت رکھتا ہے"۔ (الفضل 15 جولائی 1980ء)

پھر فرمایا

"ایک میں نے یہ اعلان کیا ہے کہ ہر طالب علم SCHOOL GOING AGE کا بچہ ہمارا جو ہے وہ دسویں سے پہلے تعلیم نہیں چھوڑے گا۔ ایک ایسی جماعت پیدا ہو جانی چاہیئے جس کا اپنے GROUP AGE کے لحاظ سے کوئی بھی فرد ایسا نہیں ہے جو میٹرک پاس نہیں ہے۔ اور یہ بہت بڑی چیز ہے.......... اور ساری جماعت کوشش کرے کہ ہم نے اس میں کامیاب ہونا ہے...... اس کے لئے ضروری خرچ جس کی اس کے والدین طاقت نہیں رکھتے وہ جماعت کو کرنا چاہیئے"۔ (الفضل 17 اپریل 1980ء)

بقیہ از صفحہ 19

واقعاتی خبروں کی جگہ پس منظر کی خبروں کے لئے مشہور ہے اور پیش پیش ہے۔ برطانیہ میں یہ "NAFEN" نیوز ایجنسی کے نام سے مشہور ہے۔ عرب ممالک میں عرب نیوز ایجنسی اور پاکستان میں سٹار نیوز ایجنسی کے نام سے موسوم ہے۔

پاکستان میں اس کا صدر دفتر کراچی میں ہے۔ یہ اردو اخبارات کو اردو میں سروس فراہم کرتی ہے۔ سٹار کی سروس ڈاک کے ذریعہ اور دستی ہے۔ یہ کمرشل خبریں بھی دیتی ہے اس لئے یہ ایک کمرشل ادارہ بھی ہے۔

ان خبر رساں اداروں کے علاوہ اور بھی مشہور خبر رساں ایجنسیاں ہیں جن کا ذکر یہاں نہیں کیا گیا جس کا مطلب یہ نہیں کہ وہ اہمیت کے لحاظ سے دوسرے درجہ پر ہیں۔ مثلاً یو۔ پی۔ اے یونائیڈ پریس ایسوسی ایشن امریکہ، عرب نیوز ایجنسی وغیرہ۔ یہ مضمون ذرائع ابلاغ کے تعارف کے طور پر لکھا گیا ہے۔ گو کہ خبروں کی ترسیل کے اور بھی بہت سے ذرائع ہیں لیکن ان میں ایک بہت بڑا ذریعہ خبر رساں ادارے ہیں جو کہ قیمتاً خبروں کی فراہمی کا کام کرتے ہیں۔ ان خبر رساں اداروں کی وجہ سے ہم پوری دنیا میں ہونے والے واقعات اور حوادث سے مطلع رہتے ہیں۔ اس لئے ہم اس خدمت کے لئے ان اداروں کے مشکور ہیں جنکی وجہ سے پوری دنیا ایک کنبے کی صورت اختیار کر گئی ہے۔

اگر تمہارا کوئی دشمن بھی ہے تو بھی اس کی مصیبت کے وقت مدد کرو۔ (حضرت مصلح موعود)

سواد اعظم کے سوچنے کی بات

"جذب باہم جو نہیں محفل انجم بھی نہیں"

ماہر تعلیم و ادب جناب ڈاکٹر اشتیاق حسین قریشی مرحوم (سابق وائس چانسلر کراچی یونیورسٹی) کی انگریزی کتاب "مسلم کمیونٹی ان انڈوپاک سب کانٹیننٹ" کے صفحہ 97۔98 کے ایک اہم پیراگراف کا ترجمہ پیش خدمت ہے۔ (خاکسار پروفیسر راجا نصراللہ خان)

آپ برصغیر کی (قبل از تقسیم) قوم میں مشترکہ مقصد کے احساس کی راہ میں حائل ایک عنصر کا ذکر کرتے ہیں:

"ایک عنصر جو قوم میں مشترکہ مقصد کا احساس پیدا ہونے کے عمل پر منفی اثر ڈال سکتا تھا اور اس نے یقیناً ڈالا بھی وہ مسلمانوں کے درمیان فرقہ وارانہ نزاع تھا۔ مذہب کے معاملہ میں کاتس قوم فرقہ وارانہ جذبات سے خالی نہیں ہو سکتی۔ اسمٰعیلیوں کی سیاسی سرگرمیوں کے باعث سنیوں اور اسمٰعیلیوں کے درمیان عداوت اور گہری ہوگئی۔ مسلم دنیا کے کئی دوسرے حصوں کی طرح برصغیر میں بھی حصول اقتدار کی خاطر ان ابتدائی دنوں میں تیز و تند تگ و دو شروع ہوگئی جب اسمٰعیلیوں نے سندھ کی دیرینہ امارات کو تہس نہس کر کے رکھ دیا۔ انہوں نے دہلی کو زیر نگیں کرنے کی کوشش کی تھی۔ عوامی سطح پر نہ صرف ہندوؤں میں سے بلکہ مسلمان فرقوں میں سے بھی نومسلموں اور نومریدوں کے حصول کے لئے کھینچا تانی ہوئی۔ اثنا عشری (شیعہ۔ مترجم) اس میدان میں ذرا دیر سے اترے لیکن پھر بھی انہوں نے مغلوں کے تحت اپنے ہاتھوں میں بہت ساری طاقت جمع کر لی اور حسد کو ہوا دی۔ رجعت پسندیہ بھی محسوس کرنے لگے کہ شیعوں کی طاقت کو ان کے خلاف استعمال کیا گیا ہے۔ رجعت پسندوں کی طرف سے ڈھیل دینے اور عقائد کو بگاڑنے کے خلاف جو تحریکیں سرگرم عمل تھیں انہوں نے دوسرے فرقوں پر افسوسناک اثرات مرتب کئے۔ نتیجۃً ایک طرف رجعت پسندوں اور دوسری طرف دوسرے فرقوں کے درمیان بغض و کینہ کی روایات پروان چڑھیں۔ پھر برصغیر میں اسلام کے وجود سے نئے فرقے نمودار ہوئے اور ان سے نمٹنے کے لئے جو طریقے اپنائے گئے وہ اپنے پیچھے بغض و عناد اور شکوک و شبہات کی میراث چھوڑ گئے۔ کئی عشروں تک جو اکبر کے دور حکومت تک ممتد ہیں مہدوی فرقہ تصادم کا ذریعہ بنا رہا۔ بعد کے زمانہ میں اہل حدیث کے معرض وجود میں آنے پر خاصا کھچاؤ پیدا ہوا۔ بیسویں صدی نے قادیانیوں کے خلاف طوفان خیزیوں کا مشاہدہ کیا۔ بہرحال یہ اختلافات کسی طور ختم نہ ہو سکے لیکن وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ ان کی شدت میں کمی آگئی۔ اسمٰعیلیوں کی صفوں سے محمد علی جناح اور آغا خان سوئم جیسے لیڈر ابھرے۔ اثنا عشریوں نے بہت سے دوسرے لوگوں کے علاوہ امیر علی جیسا انسان فراہم کیا۔ مہدویہ فرقہ نے مرحوم بہادر یار جنگ جیسا مرد جری دیا۔ ایک قادیانی محمد ظفراللہ خان اس وقت پاکستان کے نمائندہ تھے جب کشمیر کے سلسلہ میں سیکورٹی کونسل میں بحث مباحثہ کے ابتدائی معرکے ہوئے اور انہی کے وجود میں اقوام متحدہ میں فلسطین کے لئے عربوں کے مقدمہ کو ایک قابل ترین وسیلہ میسر آیا"

کوئی قابل ہو تو ہم شان کئی دیتے ہیں
ڈھونڈنے والوں کو دنیا بھی نئی دیتے ہیں

("جواب شکوہ" از علامہ اقبال)

نماز اور باجماعت نماز اللہ کے خاص فضلوں میں سے ایک ہے۔ (مصلح موعود)

بین الاقوامی خبر رساں ادارے

مکرم محمد محمود صاحب طاہر - بہاولپور

خبر سے مراد حقائق ہیں یعنی ایسی چیزیں جو واقع ہوئی ہوں یا ہونے والی ہوں۔ ایسے واقعات اور حوادث جو پڑھنے والوں کی دلچسپی کا باعث ہوں یا جن کے متعلق وہ معلومات حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ لیکن اس وقت نفس مضمون خبر کی ماہیت یا اہمیت بیان کرنا نہیں بلکہ خبروں کی فی الفور ترسیل ذرائع کو لوگوں تک بیان کرنا ہے۔ ہم گھر بیٹھے ریڈیو، ٹیلی وژن، اخبارات و جرائد سے روزانہ نئی نئی خبریں سنتے ہیں اور بین الاقوامی واقعات سے باخبر رہتے ہیں۔ ذرائع ابلاغ نے دنیا کو ایک گھر سا بنا دیا ہے اور پوری دنیا میں ہونے والے واقعات و حوادث سے ہم ہر وقت باخبر رہتے ہیں۔ لیکن ان خبروں کو ریڈیو، ٹیلی وژن یا اخبارات کہاں سے حاصل کرتے ہیں۔ ان خبروں کے پس پردہ کون سے ذرائع ہیں۔ خالد کے قارئین کی دلچسپی کے لئے اس وقت میں چند مشہور ذرائع کے بارہ میں تعارفی نوٹ پیش کرتا ہوں۔

رائٹر (REUTER)

بین الاقوامی خبر رساں اداروں میں رائٹر کو خاص اہمیت حاصل ہے۔ یہ برطانیہ کی نیوز ایجنسی ہے۔ اس کا صدر دفتر لنڈن میں ہے۔ رائٹر کی بنیاد ایک جرمن باشندہ پال جولیئس رائٹر نے ڈالی۔ اس کا پس منظر کچھ یوں ہے کہ برطانیہ اور فرانس کے درمیان 40 میل کا برقی رو کا سلسلہ جدا تھا چنانچہ اس کا تعطل اور فاصلہ کو پورا کرنے کے لئے ڈاک اور گھوڑوں کے ذریعہ خبریں ایک دوسرے ملک میں پہنچتی تھیں۔ جرمنی کے بنک کار پیرس کی منڈیوں کے بھاؤ معلوم کرنے کے لئے ڈاک گاڑی پر انحصار کرتے تھے۔ مسٹر رائٹر نے اس ضرورت کو پورا کرنے کے لئے 1849ء میں ایک تجارتی و مالی نیز سروس قائم کی اور ابتدا میں اطلاعات کی ترسیل کے لئے اس نے کبوتروں کو سدھا کر استعمال کیا۔ مسٹر رائٹر کو نہ اپنے ملک میں اور نہ پیرس میں سازگار حالات میسر آئے کیوں کہ دونوں مقامات پر پہلے سے نیوز ایجنسیاں قائم ہو چکی تھیں اس لئے وہ لنڈن آگیا اور وہاں از سر نو 1858ء میں رائٹر کی بنیاد رکھی۔ اس ایجنسی نے دوسری ایجنسیوں کے ساتھ معاہدات کر لئے اور خبروں کی ترسیل کا حلقہ تقسیم کر لیا۔ 1899ء میں مسٹر رائٹر کی وفات کے بعد اس کا بیٹا ہربرٹ اس ادارے کا منتظم ہو گیا۔

آج کل رائٹر کے ہر ملک میں دفاتر قائم ہیں۔ دفاتر کے علاوہ خصوصی نامہ نگار بھی اس کے ملازم ہیں۔ اس نظام کے علاوہ کئی ممالک کی نیوز ایجنسیوں کے ساتھ REUTER کے معاہدات ہیں جو اس کو خبریں ارسال کرتی ہیں۔ پاکستان کی خبر رساں ایجنسی APP کا بھی REUTER کے ساتھ خبروں کی ترسیل کا معاہدہ ہے۔

رائٹر کا ہیڈ آفس لندن میں ہے اور اس آفس میں مختلف علاقوں مثلاً جنوبی ایشیا، افریقہ، امریکہ، مشرق وسطیٰ وغیرہ کے الگ الگ ڈیسک قائم کئے گئے ہیں۔ جہاں ان علاقوں کی خبروں کی تفاصیل مرتب ہوتی ہیں۔

رائٹر کا دعویٰ ہے کہ وہ خبروں کی فراہمی میں بڑا غیر جانبدار ہے۔ اور خبروں کی ترسیل میں جانبدارانہ اور تعصبانہ رویہ نہیں رکھتا۔ یہ کہاں تک درست ہے آپ خود رائٹر کی فراہم کردہ خبروں سے اندازہ لگا سکتے ہیں۔

A-P-A ایسوسی ایٹڈ پریس آف امریکہ

A-P-A جس کو اردو میں اپ ابھی لکھا جاتا ہے امریکہ کی انٹرنیشنل نیوز ایجنسی ہے۔ اس کے صدر دفاتر نیویارک اور سان فرانسسکو میں قائم ہیں۔ اس کا قیام 1848ء میں امداد باہمی کے اصول کے تحت عمل میں آیا۔

نیویارک کے 6 روزناموں نے خبروں کے تبادلہ میں معاہدہ کیا۔ انہوں نے سوچا کہ انفرادی طور پر خبریں جمع کرنے سے اخراجات ہوتے ہیں اس لئے انہوں نے جوائنٹ نیوز ایجنسی کا قیام کیا تا اخراجات میں کمی واقع ہوسکے۔ چنانچہ اس نیوز ایجنسی نے نہ صرف نیویارک کی اخبارات کی ضروریات پوری کیں بلکہ فروخت کی بنیاد پر فلاڈیلفیا اور بوسٹن کو بھی خبریں فراہم کرنا شروع کر دیں۔ A-P-A نے دیگر ممالک کی بین الاقوامی ایجنسیوں سے معاہدات کئے اور خبروں کے تبادلے شروع کر دیئے اور عالمی جنگ کے دوران آپس میں علاقے بانٹ لئے۔ 1934ء میں یہ معاہدات ٹوٹ گئے اور A-P-A نے اپنے آپ کو پوری دنیا کا بین الاقوامی پریس قرار دے دیا۔

اس پریس کی ملکیت امریکہ کے اخبارات کے ہاتھ میں ہے۔ تمام امریکن اخبارات اس کے رکن ہیں۔ اس کا سربراہ جنرل مینجر ہوتا ہے جس کو 18 ڈائرکٹرز منتخب کرتے ہیں اور ڈائرکٹرز کا انتخاب A-P-A کے تمام نمائندے کرتے ہیں۔ یہ ادارہ امداد باہمی کے اصولوں پر چل رہا ہے اور اخراجات کا بوجھ اخبارات برداشت کرتے ہیں۔

A-P-A کا دعویٰ ہے کہ وہ رپورٹنگ غیر جانبدارانہ انداز میں کرتے ہیں جیسا کہ رائٹر کا دعویٰ ہے۔ انہوں نے اپنے اس دعویٰ کی دلیل کے لئے اپنے عملہ کو خصوصی ہدایات دی ہوئی ہیں۔ ان کا دعویٰ ہے کہ وہ بیرونی اثرات قبول نہیں کرتے اور انہوں نے اپنے تین اصول قرار دیئے ہیں۔ (1) صحت عامہ۔ (2) تیز رفتاری۔ (3) غیر جانبداری

A-F-P اژانس فرانس پریس

ویسے تو اژانس فرانس پریس دوسری جنگ عظیم کے بعد قائم ہوئی لیکن کہتے ہیں کہ یہ فرانس کی پہلی نیوز ایجنسی ہافا کی جانشین ہے۔ مسٹر رائٹر نے بھی پہلی تربیت ہافا سے ہی حاصل کی تھی۔ چونکہ ہٹلر کے عہد میں اس کے حامی اس ادارے پر غالب آگئے تھے۔ اس لئے ہٹلر کے

عہد کے بعد ہافا کو ختم کر کے ایک نئی بین الاقوامی نیوز ایجنسی بنام "اژانس فرانس پریس" کی بنیاد رکھی گئی۔

ابتدا میں یہ ایجنسی حکومت کی تحویل میں تھی لیکن اب یہ آزاد بورڈ کے تحت کام کرتی ہے۔ اس کا صدر دفتر پیرس میں ہے اور اس کا شمار دنیا کی بڑی خبر رساں ایجنسیوں میں ہوتا ہے۔

اس کا انتظامی ڈھانچہ کچھ یوں ہے کہ اس کا انتظام 15 ڈائرکٹروں کے پاس ہے۔ ان میں 8 قومی اخبارات کے نمائندے، 2 قومی نشریاتی اداروں کے، 3 سرکاری اداروں کے جو اس سے خبریں حاصل کرتے ہیں، 2 اس ادارے کے عملے سے نمائندے لئے جاتے ہیں اس کے علاوہ 8 ارکان پر مشتمل ایک اعلیٰ اختیاراتی بورڈ ہے جو اس کی پالیسی کا نگران اور ہر قسم کے اثر اور دباؤ سے آزاد ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ ان اراکین کی موجودگی میں ہماری خبریں آزادانہ اور غیر جانبدارانہ ہوتی ہیں۔

اس کے دفاتر دنیا بھر میں ہیں۔ جہاں تک علاقائی نوعیت کی خبروں کا تعلق ہے تو علاقائی خبروں کو اختیار ہے کہ وہ علاقے کو خبریں دے سکتے ہیں۔ لیکن بین الاقوامی خبریں ہیڈ آفس سے ہی جاری ہوتی ہیں۔ حکومت فرانس چونکہ A-F-P کو گراں قدر گرانٹ فراہم کرتی ہے اس لئے حکومت کے نقطہ نگاہ کو زیادہ بیان کیا جاتا ہے۔

تاس (TASS)

روس میں خبر ایجنسی کا قیام کچھ دیر سے شروع ہوا۔ وہاں پہلی نیم سرکاری ایجنسی 1892ء میں قائم ہوئی لیکن یہ غیر ملکی خبروں کے لئے جرمن کی ایجنسی WOLF کی محتاج تھی۔ یہ ایجنسی جرمن مفادات کو نقصان پہنچارہی تھی جو روس کو ناپسند تھی۔ اشتراکی انقلاب کے بعد 1917ء میں پہلی سرکاری نیوز ایجنسی "ROSTA" قائم ہوئی یہ سوویت یونین کے علاقوں کی خبریں فراہم کرتی تھی۔ 1925ء میں ملکی اور غیر ملکی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے TASS کا قیام عمل میں آیا۔ یہ نہ آزاد ہے اور نہ نجی ادارے میں بلکہ سرکاری زیر نگین ہے۔

تاس سوویت حکومت کا مرکزی اطلاعاتی ادارہ ہے اور حکومت کا ماتحت ہے۔ تاس کا بڑا مقصد یہ ہے کہ واقعات کا غیر جانبدارانہ صحیح اور بروقت جائزہ اس طرح پیش کیا جائے کہ ملک کے اندر کمیونزم کی ترقی کو فروغ ہو۔ تاس نے سوویت یونین کے علاوہ 40 مقامات پر دفاتر اور نامہ نگار قائم کر رکھے ہیں۔ اس کے علاوہ دیگر ملکی اور غیر ملکی نیوز ایجنسیوں کے ساتھ معاہدات کر رکھے ہیں۔ تاس کی خبریں جس زبان میں کوئی نیوز ایجنسی حاصل کرنا چاہے اس کو فراہم کرتی ہے۔ تاس اپنی پالیسی میں سنسنی خیزی کو پسند نہیں کرتا بلکہ حقائق پر مبنی خبریں دینا اس کا دعویٰ ہے۔

سٹار STAR

یہ ایک بین الاقوامی نیوز ایجنسی ہے لیکن اتنی اہم نہیں کہ اس کا ذکر دوسرا ایجنسیوں کے ساتھ کیا جائے لیکن اس کا ذکر اس لئے ضروری ہے کہ اس کی بنیاد پاکستان میں مضبوط ہے۔ یہ ایک برطانوی خبر رساں ایجنسی ہے جو

بقیہ صفحہ 15

اتفاق کنسٹرکشن کمپنی
پیش کرتے ہیں گلشن اقبال۔ بلاک نمبر1 میں 35 فٹ چوڑی سڑک پر چار کمروں کے سُپر لگژری اپارٹمنٹس
کُل قیمت
۲½ لاکھ سے ۳ لاکھ روپے علاوہ قرضہ
بکنگ
صرف ۲۰ تا ۲۵ ہزار میں
باقی ماھانہ آسان اقساط پر
رابطہ کے لیے
SB-12 اتفاق ٹیرس بلاک نمبر1 گلشن اقبال کراچی
فون نمبر 463897
پروپرائٹرز:- چوہدری بشیر احمد (الہلال والے) عبدالرشید انور، ارشد فاروق، خالد مسعود

اصلی اور "نقلی" نام

تم کوئی رکھ لو میرے ویرانے کا اچھا سا نام

کیا آپ نے کبھی اپنے نام پر غور کیا ہے؟ کیا آپ کی شخصیت اور عادات آپ کے نام کے معنوں سے مطابقت رکھتی ہیں؟ دراصل انسان کی شخصیت کے تاثر کو واضح کرنے میں اس کا نام بہت اہمیت رکھتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اکثر لوگ اپنے نام سے مطمئن نہیں ہوتے۔ یا تو انہیں اپنا نام "آؤٹ آف ڈیٹ" لگتا ہے یا اس میں کوئی اور خرابی نظر آتی ہے۔ لہذا ایسے لوگ اپنا نام بدل لیتے ہیں اور اخبار میں "تبدیلی نام" کا اشتہار دے کر مطمئن ہو جاتے ہیں۔ کچھ لوگ اپنا نام تو نہیں بدلتے لیکن اسے ولائتی رنگ دے کر "اپ ٹو ڈیٹ" کر لیتے ہیں۔ مثلاً ہم ایک شخص میاں چراغ دین سے واقف ہیں جو بڑا اچھا موٹر مکینک تھا۔ کچھ سال پہلے وہ دوبئی چلا گیا تھا۔ حال میں وہ واپس آیا تو اس نے خود کو ہم سے ایم۔ سی دین کے نام سے متعارف کروایا۔ اسی طرح اردو کے ایک شاعر شاد عارفی کو ایک ایسا آدمی ٹکر گیا جس کا رنگ بہت زیادہ سانولا تھا۔ اوپر سے وہ صاحب ہر بات اور ہر کام ویسٹرن سٹائل میں کرتے تھے۔ خدا خدا کر کے انہوں نے بی۔ اے کیا لیکن نام ایم۔ اے خان مشہور کر رکھا ہے۔ چنانچہ شاد عارفی نے غصے میں آکر یہ شعر کہہ دیا۔

ان کی رنگت پر "توا" حیران ہے
ہیں تو بی۔ اے نام ایم۔ اے خان ہے

آپ بہت سے ایسے لوگوں کو بھی جانتے ہوں گے جن کے ناموں کے مطلب اور ان کی شخصیت میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ بعض ہیبت خان، چنگیز علی، چودھری بہادر خان اور شیر دل نام کے لوگ ایسے ہوتے ہیں جن کی شخصیت میں ہیبت چنگیزیت، بہادری اور شیر دلی دور دور تک نظر نہیں آتی۔ اسی طرح کوئی شریف ایسا بھی ہوتا ہے جس کا کردار شرافت کے بالکل الٹ ہوتا ہے۔

کچھ لوگ اپنے اصلی نام کی بجائے اپنی عرفیت، تخلص یا قلمی نام سے زیادہ جانے جاتے ہیں۔ آگے چل کر ہم بہت سے شاعروں اور ادیبوں کے اصل ناموں کا انکشاف کریں گے جو اپنے قلمی ناموں سے زیادہ مشہور ہیں۔ ان میں سے کچھ سیاستدان اور ادیب ایسے بھی ہیں جن کے ناموں سے پہلے اے بی

سی بھی آتی ہے۔

مثلاً اگر میں یہ کہوں کہ سید محمد ظفر بڑے تجربہ کار سیاستدان ہیں تو آپ کہیں گے کہ یہ کون صاحب ہیں۔ لیکن اگر میں یہ کہوں کہ ایس ایم ظفر تو آپ فوراً ان تک پہنچ جائیں گے۔ اسی طرح معروف ادیب اے حمید کا اصل نام عبدالحمید ہے۔ اردو کے معروف شاعر ن م راشد کا اصل نام نور محمد اور تخلص راشد تھا۔ پیر پگاڑا سے تو آپ واقف ہی ہیں۔ لیکن اپنے علاقے میں انہیں پیر مردان علی شاہ کے نام سے زیادہ جانا جاتا ہے کیونکہ یہ ان کا اصلی نام ہے۔ اردو ادب کی نامور شخصیات میں میرا جی کا اصل نام ثناء اللہ ڈار، جوش ملیح آبادی کا شبیر حسن خان، ابن انشاء کا شیر محمد، قتیل شفائی کا اورنگزیب، مرزا ادیب کا دلاور علی اور ساحر لدھیانوی کا اصل نام محی الدین ہے۔ منو بھائی کے کالم تو آپ پڑھتے ہی ہیں ان کا اصل نام منیر قریشی ہے۔

عام طور پر ہمارے گھروں میں ناموں کو بگاڑ کر بھی پکارا جاتا ہے یا پھر عرفیت زیادہ مشہور ہو جاتی ہے۔ اچھے بھلے اور بھاری بھر کم لڑکوں کو ان کی مائیں جب ننھا اور کاکا کہہ کر بلاتی ہیں تو بعض سننے والے اپنی ہنسی روکنے کی کوشش کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ اسی طرح چھوٹی بچیوں کو بزرگ گڑیا، چھمو، مانو، ننھی اور بے بی وغیرہ کہتے ہیں۔ لیکن بڑے ہونے پر بھی ان کے یہ نام برقرار رکھتے ہیں۔ کیا آپ جانتے ہیں کہ عمران خان کو "عمی" عبدالقادر کو "باؤ" ظہیر عباس کو "زیڈ" اور انتخاب عالم کو "اتی" کہتے ہیں۔ اشفاق احمد کو گھر میں "شفو" اور احمد ندیم قاسمی صاحب کو سب "لالہ" کہتے ہیں۔

بہادر شاہ ظفر کے زمانے میں ایک شاعر ہوا کرتے تھے۔ وہ اپنا کلام گا کر بھی سناتے تھے لہٰذا ان کو ہد ہد کہا جانے لگا۔ بعد میں ان کا نام ہد ہد الشعراء پڑ گیا۔ ان کا اصل نام عبدالرحمن تھا۔ احمق پھپھوندوی کا نام بھی یقیناً آپ نے سن رکھا ہوگا۔ ان کا اصل نام مصطفیٰ خان تھا۔ احمق انہوں نے اپنا تخلص رکھا تھا اور پھپھوند نامی قصبہ کے وہ رہنے والے تھے۔ ہد ہد الشعراء اور احمق پھپھوندوی کا ذکر ہم نے اس لئے کیا کہ کچھ لوگوں کو ان کی خصوصیات یا علاقوں کی نسبت سے بھی نام دے دیئے جاتے ہیں۔ کچھ بڑک باز اور شوخ افراد تیس مار خان یا شیخ چلی کا خطاب پاتے ہیں۔ ان سب باتوں کے بعد آپ ضرور اپنے نام پر غور کریں گے اور کچھ نہیں تو اپنی عرفیت کا جائزہ تو ضرور لیں گے۔ اگر آپ ایم۔ اے پاس ہیں اور کسی بہت اچھے عہدے پر فائز ہیں لیکن آپ کا نام نور محمد خان ہے تو فوراً اپنے گھر اور دفتر کے باہر این ایم خان کی تختی لگوالیں۔ اگر آپ انتہائی کمزور دل کے انسان ہیں لیکن شناختی کارڈ پر آپ کا نام شیر دل خان ہے تو یقیناً لوگ آپ کا مذاق اڑاتے ہوں گے۔ اس لئے نیک دل خان رکھ لیں۔

یقیناً آپ کو ہماری تجاویز پسند آئیں ہوں گی اور اگر آپ نے برا منایا ہے تو آئی ایم سوری! (مرسلہ: اظہر احمد)

صحت مند رہیئے

تندرست زندگی گزارنے کیلئے چند سادہ مگر بیش قیمت اصول

کیا آپ سو سال تک یا اس سے زیادہ عرصہ تک جینا چاہتے ہیں؟

یہ ایک ایسا سوال ہے کہ جو کسی سے کیا جائے تو وہ سوال کرنے والے کو بڑی عجیب نظروں سے دیکھے گا۔ کہ دنیا میں کون ایسا ہوگا جو لمبی عمر کا تمنائی نہ ہو۔ آپ بھی یقیناً صحت مند لمبی عمر کی خواہش رکھتے ہوں گے اور یہ کبھی نہیں چاہیں گے کہ دنیا سے جاتے ہوئے یہ شکوہ آپ کے ہونٹوں پر ہو کہ "دو آرزو میں کٹ گئے، دو انتظار میں"

آیئے دیکھتے ہیں کہ لمبی عمر کا حصول کس طرح ممکن ہے؟

عمر کو بھول جائیے

سب سے پہلے تو آپ اپنی موجودہ عمر کو بھول جائیے۔ یہ خیال کبھی دل میں نہ لائیے کہ آپ پچاس سال کے ہیں یا 60 سال کے۔ روسی ڈاکٹر الیگزینڈر اے۔ بوگومولیٹس کہتا ہے کہ:

"ایک آدمی جس کی عمر ساٹھ یا ستر برس کی ہو وہ ابھی جوان ہے، کیوں کہ اپنی قدرتی زندگی میں سے ابھی وہ صرف نصف ہی گزار سکا ہے۔ اس طرح عمر کے کسی خاص حصے پر بڑھاپے کا لیبل نہیں لگایا جا سکتا"۔

سائنس دان یہ بات ثابت کر چکے ہیں کہ انسان ایک صدی یا اس سے بھی زیادہ عرصہ تک حرکت پذیر رہ سکتا ہے۔

پروفیسر کولیابکو نے ایک مردہ شخص کا دل نکال کر ایک دوسرے انسان میں لگا دیا جس کا دل کمزور تھا۔ یہاں اس مردہ شخص کا دل پھر سے دھڑکنے لگا اور معمول کے مطابق کام کرنے لگا۔ اس کا مطلب یہ نکلا کہ دل مرنے کے بعد بھی صحیح کام کرتا رہتا ہے۔ جوان دل اور مضبوط وصحت مند شریانیں ان دونوں کا تعلق انسان کی کسی خاص عمر کے ساتھ نہیں۔ دل ہمیشہ جوان اور صحت مند رہ سکتا ہے اگر انسان مناسب غذا کا استعمال اپنا معمول بنا لے۔ ڈاکٹر کارل کہتے ہیں کہ:

"زندگی زندہ خوراک سے ہی بڑھ سکتی ہے مردہ سے ہرگز نہیں۔ اور زندہ خوراک میں ہری کچی سبزیاں، تازہ پکے پھل، خشک میوہ جات اور صاف غلہ شامل ہیں۔

فکر کی ہلاکت خیزیاں

بات ہو رہی تھی سو برس سے زیادہ عرصہ تک زندہ رہنے کی اور زندہ بھی اس حالت میں کہ آپ اپنا کام خود کر سکیں اور کسی بھی طرح دوسروں کے محتاج نہ بنیں۔ آپ یقیناً یہ بھی نہ چاہیں گے کہ آپ دوسروں پر بوجھ بنیں۔ لیکن اس کے لئے آپ کو تھوڑی سی محنت کرنا ہوگی۔ کچھ جدوجہد کرنا پڑے گی اور ان تمام تفکرات اور پریشانیوں کو خیر باد کہنا پڑے گا جنہیں آپ نے مفت میں اپنے سے پال رکھا ہے۔ یہ پریشانیاں اور مسائل انسانی زندگی کے لئے زہر قاتل ہیں۔ رنج، فکر اور مایوسی چہرے کی رنگت کو متاثر کرتے ہیں اور عمر میں کمی کا باعث بنتے ہیں۔ پریشان ہونے سے آپ کے مسائل یا مشکلات حل ہونے سے تو رہے، پھر کیوں پریشان ہوا جائے؟۔

مسکراتے رہیئے

ہنسی تمام دواؤں اور ٹانکوں سے عمدہ ترین ٹانک ہے۔ مشہور مقولہ ہے کہ "خوب ہنسو، تم ضرور لمبی عمر پاؤ گے"

میں ایک ایسے شخص کو جانتا ہوں جو ادھیڑ عمر ہونے کے باوجود چاق و چوبند اور اپنی عمر سے کہیں چھوٹا دکھائی دیتا ہے۔ دراصل اس نے زندگی کو متحرک رکھا ہے۔ کئی تنظیموں کا رکن ہے۔ پھر سائیکل چلانا اس کا محبوب مشغلہ ہے۔ میں نے ہمیشہ اسے مسکراتے ہوئے چہرے کے ساتھ ہی دیکھا ہے۔ ڈاکٹر جون۔ ڈی میلا نے ایک جگہ لکھا ہے کہ "انسان اس دن کو اپنے لئے بہترین دن سمجھے جس دن اسے خوب کھلکھلا کر ہنسنے کا موقع ملے"۔

ورزش کو معمول بنائیے

صحت اور تندرستی کے لئے ورزش کی جو اہمیت ہے اس کو مکمل طور پر بیان کرنا بہت ہی مشکل ہے۔ اس کے جتنے فوائد بھی گنوائے جائیں کم ہیں۔ پھر بھی اتنا ضرور کہوں گا کہ ورزش سے جب دوران خون تیز ہو جاتا ہے اور جسم کے ہر حصے کو ملتا ہے تو دل مضبوط ہوتا ہے اور انسان خود کو بڑا ہلکا پھلکا اور خوش گوار محسوس ہوتا ہے۔ پیدل چلنا بہترین ورزش ہے۔ اگر آپ لمبی عمر اور صحت مند زندگی کے متمنی ہیں تو اسے اپنی عادت کا حصہ بنالیں۔

لمبی عمر کیلئے مثالی غذا

غذا اور صحت کا رشتہ بڑا اہم رشتہ ہے۔ لیکن یہ بات بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ غذا اور خوراک انسان کے لئے ہیں، انسان غذا کے لئے نہیں۔ کھانے کے لئے گھڑی یا وقت کی پابندی نہیں ہونی چاہیئے بلکہ سچی بھوک کے وقت ہی کھانا تناول کیا جانا چاہیئے۔ اس سے غذا بہتر طور پر ہضم ہوتی اور جزو بدن بنتی ہے۔ سلاد انسانی غذا کا اہم ترین جزو ہے بلکہ یہ ایک پوری غذا ہے۔ یہ کوئی اچار یا چٹنی نہیں کہ صرف چٹخارے کے لئے استعمال کیا جائے۔ سلاد کا استعمال کسی ہاضم چیز یا بھوک چمکانے والی چیز کی حیثیت سے نہیں بلکہ بھوک کو ختم کرنے والی غذا کے طور پر کرنا چاہیئے۔ دوسرے نمبر پر پھل آتے ہیں۔ پھل یا تو تازہ

ہونے چاہئیں یا پھر انہیں ابال کر کھانا چاہیئے۔ آئیے، آج اور ابھی سے وہ راستہ اپنائیں جو فطری ہے اور وہ ہے متوازن غذا کا استعمال۔ سبز اور پیلی سبزیاں، پھل، مکھن نکلا ہوا دودھ، دہی، دالیں، انڈے، خمیر اور گوشت وغیرہ یہ ساری نعمتیں قدرت کا عطیہ ہیں بنی نوع انسان کے لئے۔ ان کو اپنی غذا کا حصہ بنائیے لیکن اعتدال کے ساتھ۔

کون سی غذا کس وقت کھانی چاہیئے

بعض اشیائے خوردنی بہ نسبت دوسری چیزوں کے بہت جلد ہضم ہو جاتی ہیں۔ اس لئے جو لوگ اپنے آلات ہضم کو ٹھیک حالت میں رکھنا چاہتے ہیں انہیں ان حیوانی اور نباتی غذاؤں کے ہضم کا فرق بہت اچھی طرح معلوم کر لینا چاہیئے جو ہم روزمرہ کھاتے پیتے رہتے ہیں۔ اگر لوگ ایسے عیش پرست نہ ہوتے، اپنی غذا کے انتخاب میں زیادہ احتیاط کرتے اور اپنی تندرستی کی نگہداشت سے غافل نہ رہتے تو کبھی بدہضمی اور معدہ کے امراض میں مبتلا نہ ہوتے۔

ایک انگریز مصنف اپنی کتاب پرولونگ یور یوتھ (PROLONG YOUR YOUTH) میں لکھتا ہے:

"اگر آپ لمبی اور تندرست زندگی کی خواہش رکھتے ہیں تو ان اصولوں پر سختی سے کاربند ہو جائیں۔ وہ اصول یہ ہیں۔

1۔ ہر حال میں خوش رہیں۔

2۔ ہر کام میں تنظیم اور اصولوں کا خیال رکھیں۔

3۔ ایسا پیشہ یا کاروبار اختیار کریں جو آپ کے مزاج کے موافق ہو۔

4۔ زندگی بخش خوراک کا استعمال کریں۔

5۔ صحت بخش ورزش اپنائیں۔

6۔ سانس ٹھیک طریقے سے لیں۔

7۔ غسل کو اپنی عادت بنالیں۔

8۔ نشہ آور اشیاء اور برائیوں سے بچیں۔

9۔ فرائض کی ادائیگی کے بعد جسم اور دماغ کو مکمل آرام دیں۔

یاد رکھیئے انسان کو صرف ایک ہی زندگی ملی ہے، اس زندگی کو بھرپور، خوب صورت اور ہمیشہ جوان بنانے کے لئے ہمیں بہت سی عادات کو ترک کرنا پڑے گا۔ ہمیں ایک ایسی زندگی بسر کرنا ہوگی جو فعال، تازہ دم اور بھرپور ہو۔ لمبی عمر صرف انہی لوگوں نے پائی جو وقت پر سوتے اور وقت پر اپنا کام کرتے۔

نماز اور اچھی صحت

نماز ہم سب پر فرض ہے اور یہ فرض ہمیں ہر حال میں پورا کرنا ہوتا ہے۔ لیکن فرض عبادت کے ساتھ ساتھ نماز ہماری ذہنی، جسمانی اور روحانی پرورش کا باعث بھی بنتی ہے۔ پانچ بار وضو کرنے سے تمام گرد اور مٹی وغیرہ دھل جاتی ہے اور حقیقت میں انسان اپنے آپ کو پھر سے تازہ دم محسوس کرنے لگتا ہے۔ نماز بے شمار دینی و دنیوی فوائد کے علاوہ ہمیں حرکت پذیر بھی رکھتی ہے اور لمبی عمر کے حصول کے لئے ایک شرط حرکت

باقی صفحہ 40 پر

سپورٹس راؤنڈ اپ

اتھلیٹکس کا بادشاہ۔ کارل لوئیس

اتھلیٹک کی تاریخ کے غیر متنازعہ بہترین اتھلیٹ کارل لوئیس نے اتھلیٹک کی تاریخ میں اپنا نام اس وقت سنہری حرفوں میں درج کرالیا جب انہوں نے ٹوکیو میں ہونے والی تیسری ورلڈ اتھلیٹک چمپئن شپ میں 100 میٹر دوڑ میں 9.86 سیکنڈ میں 100 میٹر کا فاصلہ طے کر کے نیا ورلڈ ریکارڈ قائم کر دیا۔

کارل لوئیس نے 1984ء اولمپکس میں 4 گولڈ میڈل حاصل کئے تھے۔ وہ دو بار ورلڈ اور اولمپک چمپئن رہ چکے ہیں۔ اب تک اتھلیٹک کی تاریخ کے تیز ترین اتھلیٹ نے یہ کارنامہ 30 سال کی عمر میں انجام دیا ہے۔ کارل لوئیس کے ساتھی امریکن اور سانتا مونیکا ٹریک کلب میں بھی ان کے رفیق لیری بورل نے 9.88 سیکنڈ کے ساتھ دوسری پوزیشن حاصل کی جب کہ تیسری پوزیشن بھی امریکی اتھلیٹ ڈینس مچل نے حاصل کی۔ انہوں نے یہ فاصلہ 9.91 سیکنڈ میں طے کیا۔ دوسرے نمبر آنے والے امریکی اتھلیٹ لیری بورل نے جون 1991ء میں یو ایس نیشنل چمپئن شپ میں 9.90 سیکنڈ میں 100 میٹر کا فاصلہ طے کر کے ورلڈ ریکارڈ بنایا تھا جو کہ صرف دو ماہ تک برقرار رہ سکا۔

ٹوکیو میں ہونے والی اس سو میٹر دوڑ کے بارے میں کہا گیا ہے کہ یہ 100 میٹر کی دوڑوں میں اب تک ہونے والی سب سے بہترین دوڑ تھی۔ جس میں مقابلے میں شریک 8 میں سے 6 کھلاڑیوں نے یہ فاصلہ 10 سیکنڈ سے کم میں طے کیا اور اپنے ذاتی ریکارڈ کو بہتر بنایا۔ انگلینڈ کے لنفورڈ کرسٹی نے اپنا ہی بنایا ہوا 9.92 سیکنڈ کا یورپین ریکارڈ آدھے سیکنڈ کے فرق سے بہتر کیا اور مقابلے میں چوتھی پوزیشن حاصل کی۔

اس مقابلے کو دیکھنے کے لئے شہنشاہ اور ملکہ جاپان بھی موجود تھے۔ جب کہ کارل لوئیس کے قریب ترین حریف بن جانسن جو اس دفعہ مقابلے میں حصہ نہیں لے رہے تھے جاپانی ٹیلی ویژن کے لئے کمنٹری کر رہے تھے۔ بن جانسن نے 1987ء میں روم میں ہونے والی ورلڈ چمپئن میں 9.83 سیکنڈ اور سیول اولمپکس 1988ء میں 9.79 سیکنڈ کے ناقابل یقین کم وقت میں یہ فاصلہ طے کیا تھا مگر اولمپکس مقابلوں کے دوران ہونے والا ڈرگ

ٹیسٹ ان کی قسمت پر مہر ثبت کر گیا۔ اس ٹیسٹ کے نتائج کے مطابق بن جانسن نے اسٹینازولول نامی انابولک سٹیرائیڈ استعمال کیا تھا اس لئے ان سے ورلڈ چمپئن شپ اٹلی اور اولمپکس 88ء کے ریکارڈ چھین لئے گئے اور 1988ء اولمپکس میں دوسرے نمبر پر آنے والے کارل لوئیس کو فاتح قرار دے دیا گیا۔ بعد میں بن جانسن نے مان لیا کہ وہ 1981ء سے سٹیرائیڈ استعمال کر رہا تھا۔ بن جانسن اب دوبارہ مختلف چمپئن شپ میں حصہ لے رہا ہے مگر ابھی تک وہ اپنی ماضی کی کارکردگی دہرا نہیں سکا ہے۔

ٹوکیو میں ہونے والی دوڑ میں شروع کے پچاس میٹر تک کارل لوئیس سب سے پیچھے تھے مگر اس کے بعد اپنی قوت ارادی اور طاقت و قوت کے بل پر وہ سب سے آگے نکل گیا۔ جب کارل نے فنش لائن کراس کی تو اسے یقیناً احساس ہو گیا تھا کہ وہ نیا ریکارڈ بنا چکا ہے کیونکہ اس کے ہاتھ خوشی کے مارے فضا میں بلند تھے۔ ریس کے بعد کارل نے کہا کہ یہ میری زندگی کی سب سے بہترین دوڑ تھی اور میں اس وقت اپنی زندگی کے سب سے بہتر دور میں ہوں۔ کارل نے کہا یہ پتا ہونا کہ انسان کی عمر تیس سال ہے اور وہ سب کچھ ٹھیک کر رہا ہے اور اپنی زندگی کی سب سے بڑی دوڑ جیت لینا یقیناً بڑی بات ہے۔ کارل نے مزید کہا کہ یہ میری زندگی کی خوشگوار ترین دوڑ تھی اور اس کامیابی میں یقیناً میرے دوستوں سانتا مونیکا ٹریک کلب کے ساتھیوں کا بھی بڑا حصہ ہے۔ دوڑ کے آغاز کے بارے میں کارل لوئیس نے جو عمدہ آغاز کرنے والوں میں شمار ہوتے ہیں کہا میری ابتداء بہت عمدہ تھی بلکہ یقیناً بہت ہی اعلیٰ تھی مگر دوسرے ساتھیوں نے بھی اتنی ہی عمدہ ابتداء کی کہ مجھے اپنی عمدہ ابتداء بھی بری محسوس ہو رہی تھی۔

دوسرے نمبر پر آنے والے لیری بورل نے کہا یہ یقیناً اب تک ہونے والی سب سے عمدہ ریس تھی اور مجھے خوشی ہے کہ میں بھی اس میں شریک تھا۔ میں نے ورلڈ ریکارڈ توڑا اور اسی وقت ہاتھ دھو بیٹھا دنیا میں اور کتنے لوگ یہ دعویٰ کر سکتے ہیں۔ کارل یقیناً ایک عظیم اتھلیٹ ہے۔ اسی نے میرے ٹیلنٹ کو ابھارنے میں میری مدد کی۔

تیسرے نمبر پر آنے والے امریکی سپرنٹر ڈینس مچل نے کارل لوئیس کو ان الفاظ میں خراج تحسین پیش کیا کہ وہ کرہ ارض کا سب سے بہتر سپرنٹر ہے۔

ٹوکیو میں 100 میٹر ریس میں نئے ورلڈ ریکارڈ کا غلغلہ ہی ابھی کم نہیں ہوا تھا کہ کارل لوئیس نے 100 × 4 میٹر ریلے ریس میں گولڈ میڈل اور لانگ جمپ میں ورلڈ ریکارڈ توڑنے کے باوجود چاندی کا تمغہ بھی حاصل کر لیا۔ 100 × 4 میٹر ریلے ریس میں کارل لوئیس کی مدد لیرائے بورل، ڈینس مچل اور آندرے کیسن نے کی اور 37.50 سیکنڈ میں یہ فاصلہ طے کر کے نیا ورلڈ ریکارڈ قائم کر دیا۔ پرانا ریکارڈ جو کہ 37.67 سیکنڈ کا تھا امریکی کھلاڑیوں کی

ہی ملکیت تھا۔ اس ریکارڈ کو قائم کرنے میں بھی سب سے نمایاں کردار دنیا کے تیز ترین انسان کارل لوئیس ہی کا تھا۔

30 اگست کو گذشتہ 23 سال سے قائم ایک ایسا ریکارڈ بھی ٹوٹا جس کے ٹوٹنے کا اتھلیٹکس سے وابستہ ہر شخص کو انتظار تھا۔ سب ہی کو امید تھی کہ یہ ریکارڈ بھی کارل لوئیس ہی کے حصے میں آئے گا مگر ریکارڈ توڑنے کے باوجود کارل لوئیس ریکارڈ کے مالک نہ بن سکے کیونکہ فوراً بعد ہی امریکی اتھلیٹ مائیک پاول نے اس ریکارڈ کو مزید بہتر بنا دیا۔ یہ ریکارڈ لانگ جمپ کا تھا۔ 1968ء میں امریکی اتھلیٹ باب بیمن نے میکسیکو اولمپکس میں لانگ جمپ میں 8.90 میٹر کا ناقابل یقین ریکارڈ قائم کیا۔ اس ریکارڈ کو قائم کرنے میں میکسیکو سٹی کی سمندر سے 7500 فٹ بلندی کا بھی حصہ تھا کیونکہ وہاں بلندی پر چلنے والی ہوا نے بھی کو اس ریکارڈ کو بنانے میں مدد دی تھی۔ اس ہوا کی مدد سے 1968ء اولمپکس میں 12 نئے ریکارڈ قائم ہوئے تھے۔ اس ریکارڈ کے بارے میں ماہرین کا خیال تھا کہ اگلی صدی میں ہی اس ریکارڈ کو توڑنا ممکن ہو سکے گا۔ کارل لوئیس بلاشک وشبہ تاریخ کے عظیم ترین سپر نٹر ہیں۔ گذشتہ ایک دہائی سے لانگ جمپ میں ناقابل شکست تھے۔ 1981ء سے اب تک کوئی بھی کھلاڑی ان کو لانگ جمپ میں شکست نہیں دے سکا تھا۔ اس دوران 65 دفعہ لگاتار لانگ جمپ جیتنے کا ورلڈ ریکارڈ بھی کارل لوئیس نے قائم کیا۔ جس میں دو دفعہ ورلڈ کپ اور اولمپکس میں فتح بھی شامل تھی۔ دنیا کی سب سے بہترین لانگ جمپ کے لئے لگائی گئی 10 چھلانگوں میں سے 8 کارل لوئیس کے نام ہیں۔

کارل لوئیس کو یہ بھی مشورہ دیا گیا تھا کہ وہ بھی سمندر سے بلندی پر لانگ جمپ لگانے کا مظاہرہ کریں تاکہ ان کو بھی باب بیمن کی مانند ہوا کی مدد حاصل ہو مگر کارل لوئیس نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا۔ انہوں نے کہا کہ وہ یہ ریکارڈ سطح سمندر پر ہی بنائیں گے اور اس ریکارڈ کو بنانے کے لئے اپنی طاقت کے علاوہ کسی اور چیز کی مدد نہیں لیں گے۔

کارل لوئیس نے 8.91 میٹر کا ریکارڈ قائم کیا تو ان کی عرصہ دراز کی محنت کا صلہ ان کو مل گیا۔ مگر اگلی ہی جمپ میں امریکہ ہی کے مائیک پاول نے 8.95 میٹر لمبی چھلانگ لگا کر ریکارڈز بک میں اپنا نام شامل کر لیا۔

باب بیمن نے جو کہ گزشتہ تیئس سال سے اس ریکارڈ کے مالک تھے کہا کہ ان کو پتہ تھا کہ ہر ریکارڈ توڑنے کے لئے ہی بنتا ہے اور میرا ریکارڈ بھی ایک دن ٹوٹ جائے گا مگر میرا خیال تھا کہ کارل لوئیس اس کو توڑے گا۔

کارل لوئیس اگرچہ ریکارڈ توڑنے کے باوجود گولڈ میڈل سے محروم رہے مگر کون جانتا ہے کہ کل کیا ہوگا۔ کارل لوئیس کی ہمت طاقت اور قوت ارادی سے ہم یہ امید رکھتے ہیں کہ وہ دوبارہ اس ریکارڈ کو حاصل کرنے کی کوشش کریں گے جس میں وہ ایک دہائی تک ناقابل شکست رہے۔

آہنی اعصاب کی مالک ایک اتھلیٹ

پہلی نظر میں دنیا کی آہنی اعصاب رکھنے والی عورت سونے کے ورق ایسی نرم و نازک ہے۔ PAULA NEWBY FRASER جس کا تعلق زمبابوے سے ہے۔ 1.67 میٹر لمبے قد والی اور ریشمی سنہرے بالوں والی، جس کی انگلیوں کے ناخن مخروطی اور آنکھیں روشن ہیں۔ یہ آہو چشم پہلی نظر میں ہر گز ایسی دکھائی نہیں دیتی جس نے عورتوں کے اتھلیٹکس کے مقابلوں کے لئے تن تنہا نئی حدیں متعین کی ہوں۔ اس زمبابوے نژاد، آہنی اعصاب کی مالک خاتون نے دنیا کی بہترین اتھلیٹ کا سنہرا تاج اپنے سر پر رکھا۔ اکتوبر 1991ء جزائر ہوائی میں ہونے والی

"Iron-man Triathlon World Championship"

میں اس 29 سالہ صنف نازک نے حیران کن انداز میں ساری دنیا سے آئے ہوئے بہترین اتھلیٹس کو حیرت انگیز طور پر شکست سے دوچار کیا۔

اس چمپئین شپ کے لئے جو طریق انتخاب مقرر ہے اس میں تمام دنیا سے آنے والے اتھلیٹس حصہ لیتے ہیں جس میں انہیں اپنے آپ کو "آہنی اعصاب" کا مالک ثابت کرنے کے لئے 4 کلومیٹر تیراکی، 180 کلومیٹر سائیکل ریس اور 43 کلومیٹر دوڑ میں حصہ لینا ہوتا ہے۔ اس کا اعصاب شکن پہلو یہ ہے کہ یہ تینوں مراحل یکے بعد دیگرے بغیر کسی وقفے کے طے کرنے ہوتے ہیں۔ بہت خوش لیکن تھکی تھکی سی NEWBY FRASER نے یہ تینوں مراحل 9:07:52 میں طے کر کے اپنے قریب ترین حریف کو باسانی شکست دی۔ (بحوالہ "ٹائم انٹرنیشنل 4 نومبر 1991ء)

جس قدر اچھے اخلاق ہیں وہ سب اپنے اندر پیدا کرو۔ (حضرت مصلح موعود)

قومی تنزل کی بنیاد جھوٹ اور بددیانتی ہے۔ (حضرت مصلح موعود)

بس کہ دشوار ہے ہر کام کا آساں ہونا

HOW THE WEST WAS WON کا اردو تلخیص و ترجمہ: پروفیسر راجا نصر اللہ خان صاحب

قسط نمبر 10

راستے میں جیتھرو نے زیب سے کہا "تم نے خود اپنی ذمہ داری پر ہندی سردار کو قول دیا ہے۔ یہ نہ میرا وعدہ ہے اور نہ مائک کنگ کا اور نہ ہی فوج کا۔ یہ یقین دہانی تم نے خود کرائی ہے کہ ان کی چراگاہیں اور شکار گاہیں ان کے پاس رہیں گیں"۔ زیب نے جواب دیا "میرے خیال میں تو ایسا ہی ہوگا"۔ جیتھرو نے کہا "تم اپنے ساتھیوں پر میری نسبت زیادہ اعتماد کرتے ہو۔ خاص طور پر جب کہ تمہارا ساتھی مائک کنگ ہو۔ دیکھو بیٹے! تمہارا کیا خیال ہے وہ ریلوے لائن کا خرچہ کس طرح پورا کریں گے؟ تمہارا کیا خیال ہے کہ صرف ڈاک اور کچھ مسافر کیلی فورنیا لے جانے سے یہ بات بن جائیگی؟ حقیقت یہ ہے کہ محکمے کو کھیتوں، لوگوں اور قصبوں کی ضرورت ہے۔ انہیں ایسے لوگوں کی ضرورت ہے جو مویشیوں کو جہازوں کے ذریعہ دوسرے علاقوں کو بھیجیں اور انہیں ایسے کسانوں کی ضرورت ہے جو اناج کو جہازوں پر بھجوائیں۔ پس تمہارا معاہدہ اور وعدہ ٹوٹ جانے کو ہے اور میں نہیں چاہتا کہ جب یہ نوبت آئے تو میں یہاں پر موجود ہوں"۔ زیب نے پوچھا "تم کہاں جارہے ہو؟" جیتھرو بولا "میں واپس دور پہاڑوں میں جارہا ہوں۔ میں ایراپاہو کے علاقے میں نہیں رہوں گا"۔ "اور جولی کا کیا ہوگا؟" "بیٹے! تم نے خود ہی ہندیوں سے معاہدہ کیا ہے۔ اب جولی سے بھی خود ہی بات کرو"۔

واپسی کے سفر پر بالکل خاموشی تھی۔ وہ دونوں اپنے خیالوں میں محو تھے۔ زیب جولی کے متعلق سوچ رہا تھا۔ کوئی بھی ہوشمند لڑکی ایسے فوجی لیفٹیننٹ کے ساتھ تعلق جوڑنا نہیں چاہے گی جو اپنے عہدہ سے مستعفی ہونے کا سوچ رہا ہو۔ زیب اسے کیا پیش کرسکتا تھا۔ اسے فوج میں یا فوج سے باہر قسمت آزمائی کرنا تھی اور اب اس نے مائک کنگ کے وعدہ پر اپنا سب کچھ داؤ پر لگادیا تھا۔ اس شخص کی خاطر جس پر خود اسے بھی کوئی اعتماد نہیں تھا۔ لیکن اس کے علاوہ وہ کر بھی کیا سکتا تھا۔ کم از کم وقتی طور پر جنگ کا خطرہ ٹل گیا تھا۔ جیتھرو سے رخصت ہوکر زیب اپنی رہائش گاہ پر پہنچا۔ اس نے غسل کیا اور عمدہ کپڑے زیب تن کئے۔

جب جیتھرو اپنے خیمے میں پہنچا تو اس کی بیٹی جولی آئینے کے سامنے اپنے بال سنوار رہی تھی۔ وہ خاموشی سے اپنی چیزیں اکٹھی کرکے ایک تھیلے میں ڈالنے لگ گیا۔ تھوڑی دیر بعد جولی نے اس کی طرف مڑتے ہوئے کہا "بابا میرے بچپن سے لے

کہ اب تک یہ طویل ترین عرصہ تھا جو ہم نے اکٹھے گزارا ہے۔ تم دوبارہ کہیں جا رہے ہو؟"۔ "ہاں"۔ جولی جانتا تھا کہ جب بھی اس کے بابا کو کوئی افتاد پڑتی تھی تو وہ پہاڑیوں میں جا کر پناہ ڈھونڈتا تھا اور وہ کئی روز سے اس چیز کی توقع بھی کر رہی تھی۔ اچانک جولی نے حسرت بھری نظروں سے کہا "بابا! نہ جاؤ۔ مجھ سے دور نہ جاؤ"۔ جیتھرو نے اپنے حلق میں پھانس سی محسوس کی جو اسے ناگوار لگی اور وہ لہجہ بدل کر بولا "تم یہ باتیں بس کرو۔ میں جا رہا ہوں۔ تم اپنا برا بھلا خود سوچ سکتی ہو"۔ اور تھوڑی دیر بعد پھر بولا "ہم نے تمہیں صحیح تربیت دینے کی کوشش کی ہے۔ تمہاری ماں اور میں دونوں نے"۔ یہ کہہ کر جیتھرو باہر نکل گیا اور اپنے گھوڑے پر سوار ہو گیا۔ معاً اس کے دل میں خیال آیا کہ اس کا گھوڑا بری طرح تھک ہار چکا تھا اس لئے اس نے سوچا کہ اپنا گھوڑا فوج کے کسی سوار سے بدل لے۔

اصول پرستی اور مصلحت بینی کی ٹکر

اس بار مغربی علاقوں میں موسم بہار کچھ تاخیر سے آیا تھا۔ بھورے رنگ کی پہاڑیوں پر پگھلتی ہوئی برف کے حلقے اب بھی نظر آتے تھے۔ زیب اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر پہاڑی سے نیچے ولوسپر نگز سٹیشن کی طرف روانہ ہوا۔ وہ غصے اور مایوسی سے بھرا ہوا تھا۔ سٹیشن پر کھڑی ریل گاڑی نے اسے اور بھی

ناخوش بنا دیا۔ اس نے ٹرین کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اپنے سارجنٹ سے کہا "یہ ہمارے لئے مصیبت کا وقت ہے۔ مزید آبادکار آ رہے ہیں اور اس طرح بھینس کے شکاریوں کی تعداد میں اضافہ ہو رہا ہے۔

"اور ادھر ریل کی پٹڑی ہنوز ایراپاہو کے علاقہ سے باہر نہیں نکلی"۔

جب یہ فوجی سٹیشن پر پہنچے تو مائک کنگ وہاں پر موجود تھا۔ زیب نے اسے کہا "تم نے تو کہا تھا کہ تمہاری زندگی میں ایسا نہیں ہوگا"۔ مائک نے ہنستے ہوئے کہا "تم ترقی کی لہر کو روک نہیں سکتے لیفٹیننٹ! یہ بات ہر شخص کو معلوم ہونی چاہیئے تھی کہ ریل جاری ہونے سے لوگ مغرب کی جانب آئیں گے۔ اسی وجہ سے تو ہم ریلوے لائن بچھا رہے ہیں"۔ زیب نے سخت لہجے میں کہا "تم نے جھوٹ بولا اور مجھے بھی جھوٹا کیا۔ میں نے ہندیوں کو قول دیا تھا"۔ "رانگز تم بہت جلد شرمندہ ہو جاتے ہو۔ کیا کبھی کسی ہندی نے ریلوے لائن بنائی ہے۔ یہ لائن میرے، تمہارے اور ان سب ہندیوں سے زیادہ قیمتی ہے اور جب ہم سب رخصت ہو جائیں گے تب بھی یہ لائن یہیں رہے گی۔ گورنمنٹ نے ہمیں اسی کام کے لئے جگہ مہیا کی تھی تاکہ لائن آمدنی کا ذریعہ بن سکے۔ لیکن اسے آمدنی کا ذریعہ بنانے کے لئے ہمیں آبادکاروں یعنی فارم مالکوں، کسانوں اور تاجروں کی ضرورت ہے اور وہ یہاں پہنچ

گئے ہیں۔ تم نے انہیں دیکھا ہے۔ ان میں سے نصف سے زیادہ یورپ سے طویل فاصلہ طے کر کے یہاں آئے ہیں۔ ان کے لئے یہ بڑا مشکل وقت ہے لیکن وہ باہمت لوگ ہیں۔ اب ایراپاہو کو بدلنا ہوگا ورنہ وہ قوم معدوم ہوجائے گی۔ پس تم اس بات کو بھول جاؤ کہ تم نے ان سے کوئی عہد کیا تھا۔ وہ تو فقط ننگے بھوکے وحشی ہیں۔ ان کی کے پرواہ ہے؟"۔ زیب نے جواب دیا "کنگ! تمہیں شاید یہ بات حیرت زدہ کردے کہ میں ان کی پرواہ کرتا ہوں۔ ہندی سردار واکس ہز بار سز ایک شریف النفس انسان ہے۔ وہ ایک مدبر شخص ہے۔ اس نے اپنا معاہدہ نبھایا ہے۔ جس دن سے میں نے اس سے بات چیت کی ہے ریلوے کا ایک آدمی یا

پانچ بنیادی اخلاق اور عبادات کے قیام کے لئے خصوصی تحریک

- سچائی
- نرم اور پاک زبان کا استعمال
- وسعت حوصلہ
- ہمدردی خلق
- مضبوط عزم
- نماز باجماعت کا قیام
- تلاوت قرآن کریم

(منجانب۔ مہتمم تربیت)

غزل

عرصۂ زندگی نہیں عرصۂ کارزار ہے
شعلہ فشاں ہے حسن بھی عشق بھی اشکبار ہے

شبنم ساکیوں ٹکا نہیں آنچل پہ گل کے حیف ہے
گیسو ہے تابدار گر، گوہر بھی آبدار ہے

لائی ہیں رنگ عشق کی آخر وفا شعاریاں
کر کے جفائیں اپنی یاد، حسن بھی شرمسار ہے

وعدہ وفا ہوا نہیں وعدہ شکن سے آج تک
ہائے ہماری سادگی، اس پہ بھی اعتبار ہے

آئیں گے وہ یہاں کبھی، جیتے ہیں اس امید پر
آ اے قاصد اجل، تیرا ہی انتظار ہے

عالم بے ثبات مین حاصل کسے بقا ہوئی
شان و شکوہ خسروی، تاج نہ تاجدار ہے

خالد نگاہیں بار بار اٹھتی ہیں کس لئے ادھر
ان کا شعار ہے یہی، کس لئے انتظار ہے

(پروفیسر محمد شریف خالد ایم۔اے)

براہ کرم اپنے رسالہ خالد کے چندہ کی ادائیگی کر کے ممنون فرمائیں

(مینیجر)

گھوڑا بھی ضائع نہیں ہوا لیکن تم نے ریلوے لائن کا رخ بدل کر معاہدے کی خلاف ورزی کی ہے۔ تم نے یہ سب کچھ از خود کیا ہے اور کسی سے مشورہ تک نہیں کیا"۔

زیب نے اپنے گھوڑے کو گھمایا اور فوجیوں کو لے کر چل پڑا۔ مائک نے اسے غضبناک آنکھوں سے گھورتے ہوئے پکارا "لیفٹیننٹ!"۔ زیب نے گھوڑے کو روکتے ہوئے سارجنٹ سے کہا "تم فوج کو لے جاؤ۔ ان کو کھانا کھلاؤ اور گھوڑوں کا خیال رکھو۔ ممکن ہو تو کچھ دیر آرام بھی کر لو لیکن خطرے کا سامنا کرنے کے لئے تیار رہو"۔

جب زیب کنگ کی طرف واپس مڑا تو اس نے اپنے پستول کے خول کا بٹن کھول لیا۔ جب مائک نے اس کا یہ انداز دیکھا تو محتاط ہو گیا اور کہنے لگا "میں متاسف ہوں لیفٹیننٹ! واقعی میں متاسف ہوں۔ ہاں یاد آیا یہ پیغام میرے ذاتی ٹیلی گراف کے ذریعے تمہارے لئے آیا ہے۔ تمہیں میجر کے عہدے پر ترقی دے دی گئی ہے"۔ لیکن زیب ذرا بھی نہ پسیجا۔ "کنگ! یہ سب تم نے کیا ہے۔ تم بھی جانتے ہو اور میں بھی کہ امن کے دنوں میں ترقی ملنا کتنا محال امر ہے۔ ان دنوں مجھے یہ ترقی عام طریقے سے نہیں مل سکتی تھی۔ مجھے معلوم ہے کہ جب بعض افسر ترقی نہیں پاسکتے تو وہ سیاسی اثر رسوخ استعمال کر کے کانگریس سے خصوصی قوانین پاس کرا سکتے ہیں لیکن میں ان لوگوں میں سے نہیں ہوں اس لئے میں اس عہدے سے استعفیٰ دے رہا ہوں"۔ کنگ نے کہا "بیوقوف مت بنو!" زیب بولا "تم نے مجھے جھوٹا کر دکھایا ہے کنگ! اس میں زیادہ تر میری غلطی ہے لیکن تمہارا محکمہ اوماھا اور سالٹ لیک کے درمیان ٹکٹ دینے سے انکار کر سکتا تھا۔ کم از کم چند ماہ کے لئے تو ایسا کیا جانا چاہیئے تھا۔ اب واکس ہزہار سز خیال کرے گا کہ فوج نے اس سے جھوٹ بولا۔ اس لئے میرے لئے ایک ہی باوقار طریقہ رہ گیا ہے کہ میں استعفیٰ دے دوں اور سارا الزام اپنے سر لے لوں پھر جو کوئی میری جگہ آئے گا وہ نئے سرے سے ہندی سردار سے بات چیت کرے گا۔ اس طرح زیب رالنگز کو جھوٹا کہا جائے گا نہ کہ ساری فوج کو!"۔

"آخر تمہیں کس بات کی فکر ہے؟"۔ زیب بولا "بات صاف ہے اگر ہندی سردار اس بات کو باور نہیں کرتا کہ اس سے عہد شکنی میں نے کی ہے نہ کہ فوج نے تو بہت سے لوگ ناحق مارے جائیں گے۔ چونکہ اس سے عہد میں نے کیا تھا اس لئے الزام مجھ پر آنا چاہیئے۔ تم نے مجھے یقین دلایا تھا کہ اس علاقہ میں مسافروں کی آمدورفت نہیں ہوگی اور میں تمہاری بات کو سچ مان لیا"۔ مائک کنگ نے اپنا کندھا جھٹکتے ہوئے کہا "اگر تم احمق بننا چاہتے ہو تو یہ بھی کر دیکھو۔ لیکن جونہی تم یہ وردی اتار پھینکو گے تمہاری کوئی حیثیت نہیں رہے گی۔ میری بات مانو تو یہ ترقی قبول کر لو۔ یقین مانو کہ اس ہندی معرکہ کے بعد تم کرنل بھی بن سکتے ہو کیونکہ میرا ایک بہترین دوست جنرل شرمن

کا دوست ہے"۔ زیب بولا "کنگ! اس ملک کی فوج، چند افراد کے استثناء کے ساتھ ہمیشہ سیاست سے لاتعلق رہی ہے اور اسے ایسا ہی کرنا چاہیئے کیونکہ جب بھی فوج کو سیاست میں دخل دینے کی اجازت ملتی ہے جلد ہی آمریت جنم لیتی ہے۔ میں ایسا کوئی عہدہ قبول نہیں کروں گا جو سیاسی ذرائع سے حاصل ہو"۔ "تم بچوں جیسی باتیں کر رہے ہو۔ حقیقت پسند بننے کی کوشش کرو"۔ اس کے جواب میں زیب نے کہا "میں نے یہ بات دیکھی ہے جب بھی کسی شخص کو حقیقت پسند بننے کی تلقین کی جاتی ہے تو درحقیقت اسے اس امر سے روگردانی کرنے کو کہا جاتا ہے جس میں وہ پختہ یقین رکھتا ہو اور یہ ان لوگوں کی من پسند دلیل ہے جن کا عقیدہ یہ ہوتا ہے کہ صرف مقصد کا حصول ضروری ہے خواہ اس کے لئے ذرائع کچھ بھی اختیار کئے جائیں"۔

خطرے کا الارم

ریلوے لائن سے دو فرلانگ دور چھوٹی چھوٹی پہاڑیاں تھیں جو پانی کی گزرگاہوں کی وجہ سے کئی جگہ سے ٹوٹی پھوٹی ہوئی تھیں۔ زیب رالنگز نے بڑی بے چینی کے ساتھ فوجی علاقے کا چکر لگایا۔ اس کی قدرتی فراست اسے صاف صاف بتلا رہی تھی کہ کسی وقت بھی حملہ ہونے والا ہے۔ اس نے پہاڑی کی طرف دیکھتے ہی کہا "سارجنٹ! رائفلوں سے لیس آٹھ جوان لے کر حد بندی گیٹ پر جاؤ اور ہر جوان کو فائر کرنے کے لئے پچاس پچاس گولیاں دے دو۔ انہیں ڈیوٹی پر کھڑے کھڑے ہی کھانا مہیا کر دو لیکن انہیں کسی قیمت پر بھی پہاڑ سے نظر نہیں ہٹانی چاہیئے۔ جونہی باقی لوگ کھانے سے فارغ ہوجائیں انہیں بھی ڈیوٹی پر لگادو"۔ "لیفٹیننٹ! لیکن وہ لوگ بری طرح تھکے ہوئے ہیں"۔ "میں انہیں تھکا ہوا تو دیکھ سکتا ہوں لیکن مرا ہوا نہیں دیکھ سکتا"۔ اس کے بعد زیب اپنے تھکے ماندے گھوڑے پر سوار ہو کر آبادکاروں کے کیمپ میں پہنچا اور زوردار آواز میں پکارا "یہاں کا نگران کون ہے؟"۔ پھر اس نے کہا "یہاں کوئی سابق فوجی ہے؟"۔ کئی لوگوں نے ہاں میں جواب دیا تو زیب بولا "خوب تو آپ حضرات میری بات غور سے سنیں۔ فوج نے آپ لوگوں کی حفاظت کا کام مجھے سونپا ہے۔ ہندی حملے کا امکان ہر وقت موجود ہے۔ بچوں کو چار دیواری کے اندر رکھیں۔ جو بھی اسلحہ آپ کے پاس ہے اسے تیار رکھیں۔ اپنا ایک کمانڈر مقرر کرلیں اور کچھ گارڈز متعین کردیں"۔

ایک شخص اس گروپ میں سے نکلا اور کچھ سابقہ فوجی اس کے پیچھے پیچھے چلے آئے۔ وہ دبلا پتلا اور سیاہ مونچھوں والا شخص بڑی سنجیدگی سے بولا "مسٹر میرا نام واسلے ہے۔ میں فرانسیسی ڈویژن میں آفیسر تھا۔ آپ موجودہ صورت حال سے آگاہ کریں"۔ زیب بولا "یہ جگہ ایراپاہو ہندیوں کی شکارگاہ ہے۔ ان لوگوں کا خیال تھا کہ ریلوے کی طرف سے یہاں کوئی آبادکار یا شکاری نہیں لائے جائیں گے۔ مجھے ان کی صحیح تعداد معلوم نہیں لیکن میرا خیال ہے کہ کم از کم پانچ صد ہندی تو ضرور ہوں گے جو غروب آفتاب سے پہلے ہم پر حملہ آور ہوں گے۔ ہم کل بائیس فوجی یہاں موجود ہیں اس لئے ہمیں ہر طرح کی مدد کی ضرورت ہوگی"۔ فرانسیسی شخص واسلے بولا "لیفٹیننٹ!

آپ کا بہت بہت شکریہ! میں جو کچھ کر سکا ضرور کروں گا"۔

جب اپنے گھوڑے پر سوار زیب رالنگز واپس جا رہا تھا تو راستے میں اسے جولی نظر آئی۔ وہ پچاس فٹ سے بھی کم فاصلے پر کھڑی تھی۔ زیب فوراً اس کے پاس پہنچا اور کہا "جولی! تمہیں جس چیز کی ضرورت ہے وہ فوراً لو اور فوج کے کیمپ میں چلی جاؤ۔ یہاں کسی بھی وقت حملہ ہونے والا ہے"۔ تھوڑی دیر رک کر وہ پھر بولا "جولی! میں فوج کی نوکری چھوڑ رہا ہوں"۔ جولی بولی "یہ بات تم مجھے پہلے بھی بتا چکے ہو۔ اگر تم فوج چھوڑنا چاہتے ہو تو اس فیصلے پر جلد عمل کرو۔ کیونکہ ہم جہاں کہیں بھی جا کر رہیں گے ہمیں اناج کے لئے فصل اگانا ہوگی اور اس کے لئے وقت بھی بہت کم رہ گیا ہے"۔

زیب جولی کے ان الفاظ کی گہرائی کو سمجھ کر بڑے اطمینان و جذب کے ساتھ اپنے کیمپ میں واپس آگیا۔

قیامت خیز حملہ

چند ہی لمحوں بعد فوج کے ٹھکانے سے آوازہ بلند ہوا "ہندی! ہندی!" زیب اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر فوراً باہر آیا۔ پہاڑی کی چوٹی حملہ آور ایراپاہو ہندیوں سے بھری ہوئی تھی۔ دیکھتے ہی دیکھتے ان کی ایک ٹکڑی پچیس گز سے بھی کم فاصلے سے نمودار ہوئی۔ ان کے گھوڑے سرپٹ دوڑے آ رہے تھے۔ زیب نے مانگ کنگ کو قہر بھری آواز میں مخاطب کرتے ہوئے کہا "تم نے جنگ کو دعوت دی تھی اب اس کا مزہ چکھو۔

آباد کاروں کے کیمپ کی جانب اسے فرانسیسی واسلے اور سابق فوجی نظر آئے۔ وہ سب اپنی اپنی رائفلوں کے ساتھ پوزیشن لئے ہوئے تھے۔ ان کی دیکھا دیکھی دوسرے لوگ بھی لڑنے کے لئے تیار ہو گئے۔

اپنے آبائی گھروں سے دور ایک وحشی علاقہ میں قیام پذیر یہ لمبے تڑنگے غیر فوجی لوگ، جن میں سے اکثر نے گولی چلنے کی آواز تک نہیں سنی تھی، یہاں پر اپنا حق جمانے کی خاطر جنگ کر رہے تھے گویا وہ بھی ہندیوں کی طرح اپنے موجودہ گھر اور کنبہ کے لئے لڑ رہے تھے۔ مانگ کنگ کے اکثر آدمی تجربہ کار لوگ تھے جنہیں ہندیوں سے لڑنے کا پہلے بھی تجربہ ہو چکا تھا۔ انہوں کے فوراً اپنی پوزیشنیں سنبھال لیں اور فائر پر فائر کرنے لگے۔

زبردست فائرنگ کی وجہ سے ہندیوں کا دھاوا ٹوٹتا نظر آتا تھا لیکن کچھ دیر بعد زیب نے ایسی آواز سنی جس نے اس پر خوف طاری کر دیا یہ عجیب سی گونج دار آواز تھی جو کانوں کے اندر اترتی جا رہی تھی۔ پھر اچانک پہاڑی سے گرد و غبار کا بادل پھٹا اور یہ گرد دندناتی ہوئی سیاہی کی وجہ سے ادھر ادھر پھیلنے لگی۔ پھر گرجدار آواز سنائی دی۔ بڑے بڑے اونی سروں اور چمکتے سینگوں کا یہ سیاہ بادل اصل میں کیا تھا......؟۔ جنگلی بھینسوں کا ایک طوفان! دونوں جانب سے ہندی سوار بھینسوں کے کچل دینے والے ریلے کو خیموں کے شہر کی طرف بھگائے لا رہے تھے۔

ادھر ان لوگوں کے لئے کوئی موقع نہ تھا۔ انہیں اتنی فرصت بھی نہ ملی کہ اپنی بندوقوں کو لوڈ کر کے دشمن پر فائر کر سکیں۔ آناً فاناً یہ طوفانی ریلہ ان کے سروں پر پہنچا۔ ان سینکڑوں بھینسوں میں سے بعض کا وزن کم از کم ایک ٹن تھا اور ان کے وحشیانہ حملوں میں کوئی ٹھہراؤ نہیں تھا۔ خیمے دھڑام سے نیچے آگرے۔ عورتوں کی چیخیں نکل گئیں۔ یہ کالی بلا چاروں طرف گھوم گئی۔ ایک لمحہ پہلے وہاں

آباد کاروں کا شہر موجود تھا اور تھوڑی ہی دیر بعد یہ بستی چیرے پھاڑے ہوئے خون آلود لوتھڑوں سمیت کیچڑ میں زمین بوس تھی۔

اب ایراپاہو بھی آن پہنچے۔ وہ بھینسوں کے طوفان کے پیچھے پیچھے چلے آئے اور سفید فاموں کی گولیوں سے مری ہوئی بھینسوں کے اوپر سے اپنے ٹٹو دوڑاتے ہوئے عارضی دفاعی پشتے کے عین عقب میں مدافعت کرنے والوں کے سر پر آپہنچے۔ کنگ تیزی سے پیچھے اپنی پناہ گاہ میں بھاگ گیا۔ زیب نے اپنے سارجنٹ کو ایک ہندی کی دستی کلہاڑی کے وار سے نیچے گرتے دیکھا۔ اس نے حملہ آور پر گولی چلادی اور وہ اپنے گھوڑے سے نیچے گر گیا۔ ایک نوجوان لڑکا جس نے اپنے چہرے پر کالے رنگ کی لکیریں بنا رکھی تھیں زیب پر جھپٹا۔ زیب نے اپنے پستول سے فائر کیا۔ گولی نے ہندی کو رستے میں ہی روک دیا لیکن اس نے دوبارہ حملہ کیا۔ زیب نے پھر گولی چلادی۔ جب وہ ہندی زمین پر گرا تو اس کے سینے میں تین گولیاں پیوست ہو چکی تھیں اور وہ تقریباً زیب کے اوپر آگرا تھا۔ ایک رائفل قابو کرتے ہوئے زیب اپنے پاؤں پر اچھل کر کھڑا ہو گیا اور ایک ہندی کو گولی کا نشانہ بنایا۔

حملہ جیسے آناً فاناً شروع ہوا تھا ویسے ہی ختم بھی ہو گیا۔ صرف بارود کی کڑی بو، زبردست تگ ودو کے نتیجہ میں تھکن سے چور ہانپتے ہوئے آدمیوں کی آوازیں اور زخمیوں کی چیخ و پکار باقی رہ گئی۔ زیب نے اپنا پستول دوبارہ لوڈ کرلیا۔

کرے کوئی بھرے کوئی

مائک کنگ آہستہ آہستہ اپنی پناہ گاہ سے باہر آیا۔ سر میں زخم آنے کی وجہ سے اس کے چہرے سے خون بہہ رہا تھا۔ زیب نے اسے قہر بھرے لہجے میں کہا "تم نے خود ہی یہ مصیبت خریدی تھی۔ اب باہر نکلو اور اس کی قیمت کا نظارہ کرو"۔ کنگ نے طنز آمیز تبسم میں کہا "تم مجھے گولی مارنے لگے ہو؟" دونوں نے اپنے پستول کھینچ رکھے تھے اور باہمی فاصلہ بہت کم تھا۔ اب کنگ کو فرق محسوس ہوا۔ وہ زندہ رہنے کا شدید خواہشمند تھا جب کہ زیب رالنگز کو کوئی پرواہ نہ تھی۔ اندر ہی اندر کنگ خوف سے بھرا ہوا تھا۔ زیب نے اسے حکم دیا "ادھر چلو میں تمہیں دکھانا چاہتا ہوں کہ تم نے کیا کیا گل کھلائے ہیں"۔ بے شمار لوگ بھینسوں کے کھروں کے نیچے گویا بلوئے گئے تھے۔ ایک جگہ پر دو جسم قیمے کی مانند ایک دوسرے کے اندر دھنسے ہوئے تھے۔ ایک سنہرے بالوں والی خوبصورت لڑکی موت کا بھیانک منظر پیش کر رہی تھی۔ لوگ کراہ رہے تھے اور مدد کے لئے آہ وزاری کر رہے تھے۔ زندہ بچ جانے والے آدمی آہستہ آہستہ اٹھے اور زخمیوں کی جانب چل پڑے۔

سارجنٹ جس کے سر کی کھال ایک جگہ سے بری طرح کٹ گئی تھی زیب سے احکامات لینے آیا۔ زیب نے کہا "پہلے کی طرح عارضی دفاعی پشتے پر آٹھ جوانوں کی ڈیوٹی لگادو۔ باقیوں کو رائفلیں اور بارود جمع کرنے اور زخمی سپاہیوں کی دیکھ بھال کرنے پر لگادو"۔ پھر اس نے کنگ کی طرف مڑتے ہوئے کہا "تمہیں یہ سب کچھ کیسا لگا کنگ! تم نے سب کو جھوٹے وعدے کی جہنم میں جھونک دیا۔ تم ہی ان معصوموں کو یہاں تک لائے اور تمہی نے انہیں موت کے منہ میں دے دیا"۔ کنگ نے کہا "تم انڈوں کو توڑے بغیر آملیٹ نہیں بناسکتے اور انڈوں کی آمد

جاری رہے گی۔ کیا تم مجھے قتل کرنا چاہتے ہو؟" "تمہیں؟ تم اس قابل بھی نہیں ہو کہ تمہاری جان لی جائے۔ تم تو مر چکے ہو۔ برسوں سے مر چکے ہو۔ تم ریلوے لائن کے افسروں کے ہاتھ میں فقط ایک ہتھوڑا ہو۔ تمہارے اندر کچھ باقی نہیں رہا"۔

اتنے میں زیب نے جولی کو ایک زخمی آدمی پر جھکے دیکھا۔ وہ اس کے پاس گیا اور کہنے لگا "میں جا رہا ہوں۔ یہی بہترین فیصلہ ہے۔ ایرا پا ہو مجھے جاتا ہوا دیکھ لیں گے۔ وہ سب سے زیادہ مجھی پر الزام دھرتے ہیں۔ میرا خیال ہے تم لوگ آنے والے کسی بھی حملہ کو روک لو گے۔ اگر میں چلا جاؤں تو ممکن ہے وہ حملہ نہیں کریں گے"۔ "وہ تمہیں جان سے مار بھی سکتے ہیں"۔ عین ممکن ہے۔ ویسے میں بھاگ نکلنے کی کوشش کروں گا۔ میں اپنا گھوڑا چھوڑے جا رہا ہوں اور فوج کا دوڑ میں حصہ لینے والا گھوڑا لئے جا رہا ہوں"۔

جولی نے اپنا ہاتھ اس کے بازو پر رکھتے ہوئے کہا "تم نہ جاؤ۔ زیب تم نہ جاؤ"۔ لیکن مجھے جانا ہوگا۔ اگر میں جاؤں گا تو وہ میرا تعاقب کریں گے۔ یہ بات ان کے لئے یہاں پر حملہ آور ہونے کی نسبت آسان ہے۔ اگر میں بچ نکلنے میں کامیاب ہو گیا تو تمہیں سالٹ لیک پر ملوں گا"۔

نہ آنسو بہائے گئے نہ ہی کوئی شکوے کئے گئے۔ وہ دونوں تھوڑی دیر کے لئے ایک دوسرے کی طرف دیکھتے رہے اور پھر وہ قسمت آزمائی کے لئے روانہ ہو گیا۔

جو قسمت کو منظور

زیب فوجی ٹھکانے پر پہنچا اور سارجنٹ سے بولا "اب تم یہاں پر کرتا دھرتا ہو۔ میں نے اپنا استعفیٰ بھیج دیا ہے اور میں یہ جگہ چھوڑ کر جا رہا ہوں۔ امید ہے ہندی میرا پیچھا کریں گے اور اس طرح تم لوگوں کی جان بخش دیں گے۔ بہرحال تمہاری پوزیشن ٹھیک ٹھاک ہے۔ کل اوماحا سے آنے والی ریل گاڑی میں مزید فوجی یہاں پہنچ جائیں گے"۔ "خدا حافظ لیفٹیننٹ!" "خدا حافظ سارجنٹ"۔

زیب بھورے رنگ کے گھوڑے پر سوار ہوا۔ یہ ایک برق رفتار گھوڑا تھا جس کی خریداری اس نے خود کی تھی لیکن اس کو انہوں نے دوڑ میں مقابلے کے لئے رکھا ہوا تھا اور اب اس کی دوڑ کا امتحان تھا!۔

ہندی اپنے جنگ میں کام آنے والے ساتھیوں کی لاشیں اٹھا کر لے گئے تھے جیسا کہ ان کا دستور تھا۔ سوائے ان لاشوں کے جو پشتے کے اس پار گری تھیں۔ ادھر ادھر گھاس پر خون کے تالاب نظر آرہے تھے جس سے ظاہر ہوتا تھا کہ ہندیوں کو بھی بہت نقصان اٹھانا پڑا تھا۔

زیب گھوڑے کو درمیانی رفتار سے دوڑاتا ہوا وادی سے نیچے کی طرف چلا تا کہ ہندی اس کو باسانی دیکھ سکیں۔ اب وہ مغرب کی جانب جا رہا تھا کیونکہ ہر مشکل کا یہی حل تھا کہ جب بھی کوئی افتاد پڑے مغرب کا رخ کرو......... یکدم گولی چلنے کی آواز آئی۔ زیب نے ایک نظر شمال کی طرف دوڑائی۔ ہندیوں کی ایک قطار وہاں پر موجود تھی۔ وہ اس سے آگے بڑھ کر کسی مقام پر مجتمع ہونا چاہتے تھے تا کہ اس کا گھیراتنگ کر سکیں۔

زیب نے گھوڑے کو ایڑ لگاتے ہوئے کہا "آج دیکھتے ہیں تمہارے اندر کتنا دم خم ہے"۔ اسی لمحے گھوڑے کی ٹانگیں کلانچیں مارنے لگیں۔ اس کے سم

گھاس کو لتاڑنے لگے اور ہوا کے تیز جھونکے زیب کے منہ پر تھپیڑے لگانے لگے۔ بھورے رنگ کا یہ گھوڑا ہموار اور تیز قدموں سے سرپٹ دوڑ رہا تھا اور مزید تیز بھاگنے کے لئے بے تاب نظر آتا تھا۔ چنانچہ خوش بختی نے اس کے لئے اگلی صبح کا منہ دیکھنا مقدر کر چھوڑا تھا.....!!

ابھی کیا تھا ابھی کیا ہے!

کلیو ویلن کا دوست گیب فرنچ قصبہ ناب ہل کی ایک گلی میں جا رہا تھا۔ جب پچھلی بار اس کا گزر یہاں سے ہوا تھا تو ناب ہل معمولی جھونپڑیوں کی ایک بستی تھی لیکن اب ان جھونپڑیوں کی جگہ پر خوبصورت اور سجی ہوئی عمارتیں ایستادہ تھیں۔ سورج کی روشنی میں اس کی آنکھوں پر جم فلڈ کے تیس ہزار ڈالر مالیت کے پیتل کے جنگلے کی چندھیا دینے والی چمک پڑی۔ اس کی لمبائی مکانوں کی دو قطاروں تک پھیلی ہوئی تھی۔ ایک آدمی اس جنگلے کو پالش کر رہا تھا۔ یہ اس کے لئے روزمرہ کا کام تھا۔

کلیو کے مکان کی تلاش میں گیب آگے چلتا گیا۔ وہ کلیو کی زندگی میں کبھی اس کے مکان پر نہیں گیا تھا اور آج یہ بات کچھ عجیب سی لگ رہی تھی کہ وہ کلیو کی وفات کے بعد اس کے گھر جا رہا تھا۔ بہرحال وہ ماضی میں اچھے دوست رہے تھے اور یہ دوستی آخر دم تک قائم رہی۔

سڑک کی نکڑ پر پہنچ کر گیب نے ایک آدمی سے پوچھا "کلیو مینشن (حویلی) کہاں ہے؟"۔ اس شخص نے کہا وہ بالکل سامنے! ویسے اب اسے کلیو کی حویلی نہیں کہا جا سکتا اور آج کے بعد یہ اس کی بیوہ (للی) کی ملکیت بھی نہیں رہے گی۔ وہ اسے سازو سامان سمیت فروخت کر رہے ہیں"۔ گیب اس بات سے خفا ہو گیا اور کہنے لگا "اگر وہ زندہ ہوتا تو ان قرض خواہوں کو یہ عمارت فروخت کرنے کی ہمت نہ پڑتی"۔ وہ شخص بھی درشتی سے بولا "انسان کو اپنا قرض ضرور ادا کرنا چاہیئے۔ کلیو اپنی آمدنی سے بڑھ کر خرچ کر دیتا تھا"۔ گیب اس گلی میں چلتے ہوئے سوچنے لگا "کلیو تو چل بسا لیکن للی کو ابھی زندگی گزارنا ہے۔ اگر اسے رقم کی ضرورت ہو تو میں اسے بتا سکتا ہوں کہ یہ رقم اسے کہاں سے مل سکتی ہے"۔

جب گیب اس حویلی کے سامنے پہنچا تو دروازے کے قریب کئی لوگ کھڑے باتیں کر رہے تھے۔ وہ انہیں ادھر ادھر دھکیلتا ہوا اندر داخل ہو گیا۔ ہال ہجوم سے بھرا ہوا تھا اور ایک نیلامی کرنے والا سیڑھیوں پر کھڑا پکار رہا تھا "دو ہزار ڈالر کیا یہ آخری بولی ہے؟ خواتین و حضرات! یہ ٹرافی خالص سونے کی ہے اور اس پر یہ الفاظ کندہ ہیں "مسٹر کلیو وین ویلن پریذیڈنٹ آف سان فرانسسکو، کنساس سٹی ریل روڈ" یہ ایسا خزانہ تھا جو اسے جان سے عزیز تھا"۔ جب گیب کی نظر للی پر پڑی تو وہ یکدم خوفزدہ ہو گیا۔ للی اب ساٹھ برس کی بوڑھی خاتون تھی۔ وہ ہال کے سامنے ایک کرسی پر بیٹھی تھی۔ اس نے ایک خوبصورت ریشمی گاؤن پہن رکھا تھا۔ اس کے قریب ہی اس کا اٹارنی (وکیل) بیٹھا تھا۔

باقی آئندہ

اخبار مجالس

ضلع بہاولپور: 19۔20 ستمبر کو ضلعی اجتماع کا انعقاد کیا گیا۔ مرکز کی طرف سے اس میں محترم محمد اسلم منگلا، محترم محمد اعظم اکسیر اور محترم عبدالسمیع خان صاحب مہتمم تعلیم نے شرکت فرمائی اور اپنے خطابات سے نوازا۔ اجتماع میں ورزشی و علمی مقابلہ جات کروائے گئے۔ جلسہ سالانہ لندن 1991ء کی وڈیو دکھائی گئی۔ نیز مجلس سوال و جواب کا انعقاد ہوا۔ افتتاحی اجلاس میں حاضری 105 تھی جب کہ اختتامی اجلاس میں یہ حاضری خدا کے فضل سے 300 ہوگئی۔ اختتامی خطاب محترم امیر صاحب نے فرمایا۔

ضلع لاڑکانہ: 26۔27 ستمبر کو خدام الاحمدیہ اور انصاراللہ کا مشترکہ ضلعی اجتماع ہوا۔ علمی تقاریر کے علاوہ خدام و اطفال کے علمی و ورزشی مقابلہ جات بھی کروائے گئے۔ اجتماع میں 26 انصار، 67 خدام، 21 اطفال اور 10 مہمانوں نے شرکت کی۔

ضلع بدین: 14۔15 ستمبر کو دو روزہ سالانہ اجتماع منعقد ہوا۔ علماء کی تقاریر کے علاوہ خدام کے علمی و ورزشی مقابلہ جات کروائے گئے۔ اختتامی اجلاس میں محترم صدر صاحب نے شمولیت فرمائی اور علمی و ورزشی مقابلہ جات میں اول، دوم اور سوم آنے والوں خدام میں انعامات تقسیم فرمائے اور اختتامی خطاب فرمایا۔ اجتماع میں 75 خدام نے شرکت فرمائی۔

ضلع حیدر آباد: 12۔13 ستمبر کو سالانہ ضلعی اجتماع منعقد ہوا۔ محترم صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان نے بھی اس میں شرکت فرمائی اور افتتاحی خطاب فرمایا۔ علماء کی تقاریر کے علاوہ خدام اور اطفال کے علمی و ورزشی مقابلہ جات کروائے گئے۔ پہلے دن، رات 11 سے 12 بجے تک مجلس سوال و جواب منعقد ہوئی۔ محترم مولانا مبشر احمد صاحب کاہلوں اور محترم عبدالرشید صاحب تبسم نے سوالات کے جواب دیئے۔ اجتماع کے افتتاحی اجلاس میں حاضری 300 تھی جب کہ اختتامی اجلاس میں 500 سے تجاوز کر گئی۔ دوران اجتماع کتب اور چائے کے سٹال سے قریباً /1000 روپیہ کا منافع حاصل کیا گیا۔

ضلع سرگودھا: قائد صاحب علاقہ سرگودھا نے ماہ جون میں اپنی عاملہ کے تین ممبران اور ایک مرکزی نمائندہ کے ساتھ قائد آباد، میانوالی، جھنگ اور بھکر کی بعض مجالس کا تین روزہ دورہ کیا۔ دوران دورہ ہر ضلعی عاملہ کے ساتھ میٹنگ کی۔ ضلع بھکر کی ضلعی عاملہ کا ریفریشر کورس کروایا۔ ہر میٹنگ میں قائد صاحب علاقہ نے دعوت الی اللہ کے کام کو تیز کرنے طرف خصوصی توجہ دلائی۔ 239A فتح پور میں رات ایک بجے تک غیر از جماعت احباب کے ساتھ

سوال و جواب کی مجلس ہوئی۔

ربوہ: ماہ جون میں 44 وقار عمل کروائے گئے۔ ان میں 787 خدام نے 55 گھنٹے کام کر کے راستوں، نالیوں اور پلاٹس وغیرہ کو درست کیا نیز 7 جون کو باب الابواب میں فٹ بال کی گراؤنڈ کی تیاری کے سلسلہ میں 11 مجالس کے 727 خدام نے اڑھائی گھنٹے تک وقار عمل کیا۔

بقیہ از صفحہ 25

پذیر رہنا بھی ہے۔

آپ اگر اوپر دیئے اصولوں اور باتوں پر عمل کرنے لگے تو یقین جانئے کہ آپ کبھی بوڑھے نہیں ہوں گے۔ جوانی کا تاج ہمیشہ آپ کے سر پر رہے گا اور لوگ آپ پر رشک کرنے لگیں گے!!۔ (بشکریہ اردو ڈائجسٹ نومبر 1990ء)

Monthly **KHALID** Rabwah
REGD. NO. L. 5830 Digitized By Khilafat Library Rabwah DEC. 1991
Editor. SAYYED MUBASHIR AHMAD AYAZ